هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 18/فروری2005ء | 8/محرم الحرام 1425 ہجری قمری ۞ 18/تبلیغ 1384 ہجری شمسی | شمارہ 07

اللہ کا فضل مانگا کرو

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔

اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

”خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے مبارک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا “۔

”اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے“۔

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء۔ تذکرہ صفحہ ۱۳۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

♍ ♍ ♍ .... ♍ .... ♍ ♍ ♍

فرمودات خلفاء

جس قدر معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر خوف بھی زیادہ ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”رُسُل کو جب وحی ہوتی ہے تو اس پر خدا کی کلام اور اس کی ہیبت کا ایک لرزہ مُرسل پر آتا ہے۔ کیونکہ مومن حقیقت میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خشیت اور خوف رکھتا ہے۔ جس طرح کوئی بادشاہ ایک بازار یا سڑک پر سے گزرتا ہے۔ اسی سڑک میں ایک زمیندار جاہل جو بادشاہ سے بالکل ناواقف ہے کھڑا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو زمیندار ہے۔ پر صرف اس قدر جانتا ہے کہ یہ کوئی بڑا آدمی ہے یا شاید حاکم وقت ہوگا۔ تیسرا وہ شخص کھڑا ہے کہ وہ منجملہ اہالیان ریاست ہے اور خوب جانتا ہے کہ یہ بادشاہ ہے اور ہمارا حاکم ہے اور چوتھا وہ شخص کھڑا ہے جو بادشاہ کا درباری یا وزیر ہے۔ اس کے آداب وقواعد و آئین وانتظام ، رعب وآداب، رنج اور خوشی کے سب قواعد کا واقف اور جاننے والا ہے۔ پس تم جان سکتے ہو کہ ان چاروں اشخاص پر بادشاہ کی سواری کا کیا اثر ہوگا۔ پہلے شخص نے تو شاید اس کی طرف دیکھا بھی نہ ہو اور دوسرے نے کچھ توجہ اس کی طرف کی ہوگی اور تیسرے نے ضرور اس کو سلام کیا ہوگا اور اس کا ادب بھی کیا ہوگا۔ پر چوتھے شخص پر اس کے رعب وجلال کا اس قدر اثر ہوا ہوگا کہ وہ کانپ گیا ہوگا کہ میرا بادشاہ آیا ہے۔ کوئی حرکت مجھ سے ایسی نہ ہو جاوے جس سے یہ ناراض ہو جاوے۔ غرض کہ اس پر ازحد اثر ہوا ہوگا۔

پس یہی حال ہوتا ہے انبیاء اور مرسل علیہم السلام کا۔ کیونکہ خوف اور لرزہ معرفت پر ہوتا ہے۔ جس قدر معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر اس کو خوف اور ڈر زیادہ ہوگا اور وہ معرفت اس کو خوف میں ڈالتی ہے اور اس لرزہ کے واسطے ان کو ظاہری سامان بھی کرنا پڑتا ہے۔ یعنی موٹے اور گرم کپڑے پہننے پڑتے ہیں جو لرزہ میں مدد دیں۔ جب وہ انعام کی حالت جاتی رہی تو ان کے اعضاء اور اندام بلکہ بال بال پر ایک خاص خوبصورتی آجاتی ہے۔ پس اسی حالت میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرما کر کہتا ہے کہ اے کپڑا اوڑھنے والے اور لرزہ کے واسطے سامان اکٹھا کرنے والے کھڑا ہو جا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سُست مومن اللہ تعالیٰ کو پیارا نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو پہلا حکم یہی ملا۔ پس یہی وجہ ہے کہ آج تک مسلمان واعظ جب احکام الٰہی سنانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہو کر سناتے ہیں۔ یہ اسی قُمْ کی تعمیل ہوتی اور اس میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کی جاتی ہے۔ بعض لوگ غافل اور سُست نہ تو سامان بہم پہنچاتے اور نہ ان سامان سے کام لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں۔ پر یہ ساری ضرورتیں جو ہم کو ہیں نبی کریم ﷺ کو بھی تھیں۔ بیوی بچّہ، اہل وعیال وغیرہ وغیرہ۔ پر جب اس قسم کا حکم آیا۔ فوراً کھڑے ہوگئے۔ اس لئے کہ بادشاہ رَبُّ الْعَالَمِيْن اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْن کا حکم تھا۔

(حقائق الفرقان۔جلد چہارم صفحہ 255,254)

اداریہ

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور عظمت

پیشگوئی مصلح موعود اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے عظیم پروگرام کا ایک حصہ ہے۔ تاہم فوری طور پر اس کا ایک ذریعہ یا سبب قادیان کے معزز غیر مسلموں کی مندرجہ ذیل درخواست تھی۔

''......جس حالت میں آپ نے لندن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس اگر قادیان میں ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اس کو ایسے نشان در بارہ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہو۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالب صادق ہیں ......ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کو زیروزبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت ہے۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں۔ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی رو سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول۔صفحہ93-94)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہمیشہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے اس پیشکش کو قبول فرماتے ہوئے لکھا۔

''......آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے مجھ کو ملا...... یہ تمام تر شکر گزاری اس کے مضمون کو قبول و منظور کرتا ہوں۔ اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جلشانہٗ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان اسکو دکھلا دیا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو......اے قادر مطلق و کریم و رحیم ہم میں اور ان میں سچا فیصلہ کر اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور کوئی نہیں کہ بجز تیرے فیصلہ کر سکے۔ آمین ثمّ آمین''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔صفحہ95-96)

حضور علیہ السلام خصوصی دعاؤں کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے اور وہاں چالیس روز تک دوسرے کاموں سے الگ ہو کر 'اثبات حقیقت اسلام' کے لئے کسی غیر معمولی نشان کے ظاہر ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ ان دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو بہت برکتیں اور افضال حاصل ہوئے جن میں سے ایک وہ پیشگوئی بھی تھی جو عام طور پر ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے نام سے مشہور ہے اور جو آپ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار میں شائع فرمائی اور جو ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو بپایہ قبولیت جگہ دی......سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عنایت ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔''

اس پیشگوئی میں ایک ایسے بیٹے کی پیدائش کی خوش خبری دی گئی تھی جو غیر معمولی صفات کا حامل ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اس عظیم پیشگوئی میں غیر معمولی تائید و نصرت کے جو وعدے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں: ''......میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے اور خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے......اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے......''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔صفحہ100-103)

اس پیشگوئی کو مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجے بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔

اے لوگو میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت۔ جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم ﷺ ہے حملہ کرنا چاہتا ہے مگر اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا بلکہ اپنی خاک اس کے سر پر اس کی آنکھوں پر اس کے منہ پر گر کر اس کو ذلیل و رسوا کرے گی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان شوکت اس کی عداوت اور اس کے بخل سے کم نہ ہوگی بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے قریب آفتاب کو نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ایسے ہی تم آنحضرت ﷺ کے آفتاب صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے''۔

(عبدالباسط شاہد)

لاجرم کھوئی میراث پائیں گے ہم

حضور انور ایدہ اللہ کے دورۂ سپین کے حوالہ سے

دینِ احمدؐ کا جو آج سالار ہے
تیر ہاتھوں میں اس کے نہ تلوار ہے
ساتھ فوجوں کی کوئی نہ یلغار ہے
ابن منصور کی ایک للکار ہے
ڈنکہ توحید کا اب بجائیں گے ہم
پرچمِ دینِ احمدؐ اڑائیں گے ہم

خواب ناصرؒ کی تعبیر بن جائیں گے
زہرِ نفرت کی اکسیر بن جائیں گے
ہم محبت کی تنویر بن جائیں گے
نئے اندلس کی تقدیر بن جائیں گے
اپنا قبضہ دلوں پر جمائیں گے ہم
اہل اندلس کو اپنا بنائیں گے ہم

قرطبہ ماضی کی داستاں بن چکا
قصرِ غرناطہ عبرت نشان بن چکا
رُعبِ اشبیلیہ بھی دھواں بن چکا
گویا مُردوں کا یہ اک جہاں بن چکا
اس پہ آنسو نہ ہرگز بہائیں گے ہم
نئے ارض و سما اب بنائیں گے ہم

بارسلونا ہو یا کہ والنسیہ
میڈرڈ کی زمیں ہو کہ اشبیلیہ
ارضِ جبرالٹر یا کہ ہو مالاگا
گویا سارے کا سارا ہی ہسپانیہ
لاجرم کھوئی میراث پائیں گے ہم
اس کو پائے محمدؐ میں لائیں گے ہم

روشنی البشارت کی بڑھتی رہے
اس کی بستی ہمیشہ ہی بستی رہے
اس پہ ہر صبح خوشیوں کی چڑھتی رہے
اس پہ رحمت خدا کی برستی رہے
نورِ ایماں کی شمعیں جلائیں گے ہم
مسجدیں اور بھی اب بنائیں گے ہم

حق کی لوگوں کو توفیقِ پہچاں ملے
اس کے ہر باسی کو نور ایماں ملے
ہے یہ مقصد ہمارا فقط اے خدا
تیری نصرت سے ہم کو یہ اِچھا ملے
تیری نصرت اگر پاتے جائیں گے ہم
عبدِ رحمٰن ہر جا دکھائیں گے ہم

(مبارک احمد ظفرؔ)

وہ تقویٰ حاصل کرو جس سے تم خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے فضل سے فیضیاب ہو۔

ہر احمدی کو یہ مقام حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔

(تقویٰ کی حقیقت، فضیلت اور برکات کا قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے پرمعارف بیان)

اختتامی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ بلجیم۔ 12رستمبر 2004ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ (الانفال:30)

پھر فرمایا:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دے گا۔ اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

کسی بھی سچے دین کی نشانی یہ ہے کہ وہ کس قدر انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کا خوف اور اس کی خشیت اپنے ماننے والوں کے دل میں پیدا کرتا ہے اور اس کی کیا تعلیم دیتا ہے؟ اگر جائزہ لیں تو صرف اسلام ہی اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہو تو اس کا خوف، ایسا خوف جو ایک محبت کا اظہار بھی رکھتا ہو، اپنے دلوں میں پیدا کرو تو خدا تعالیٰ کو راضی کرنے والے ہو گے۔ اس کی محبت اور پیار حاصل کرنے والے ہو گے، اور اس کے بے شمار فضلوں کے وارث بنو گے۔ لیکن یہ خوف، یہ خشیت صرف منہ سے بولنے یا باتوں کے اظہار سے ہی نہ ہو بلکہ اپنے عمل سے، اپنے ہر فعل سے، اپنے ہر قول سے اس بات کی تصدیق کر رہے ہو کہ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے خدا سے حقیقی پیار ہے اور اس پیار کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اس کا خوف رکھتے ہیں۔

تو جب اللہ تعالیٰ کو ماننے والا، اس کی عبادت کرنے والا ایک شخص ہر طرح اس کے خوف کو اپنے سامنے رکھے گا اور اس کی عبادت بجا لائے گا کہ کوئی دوسرا دنیاوی لالچ یا دنیاوی چیزوں کی محبت اس کے ایمان میں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی خشیت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھے گی تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دیکھو گے کہ کس طرح مَیں تمہارے لئے امتیازی نشان ظاہر کروں گا۔ تم سوئے ہوئے ہو گے میں تمہاری حفاظت کے لئے جاگوں گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے مَیں اس کے حملے سے تمہیں بچاؤں گا۔ تم تکلیف میں ہو گے تو مَیں تمہاری تکلیف دور کرنے کے سامان پیدا کروں گا۔ جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:3) یعنی جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف سے نکالنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ تکلیف سے نکالنے کے راستے نکالتا ہے تو ایسے ایسے راستے ہوتے ہیں کہ انسان کی عقل بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہ بھی وعدہ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے سے ڈرنے والے بندوں کے لئے اپنے عبادت گزار بندوں کے لئے غیب سے رزق کے بھی ایسے سامان پیدا کرتا ہوں کہ جس کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب انسان کو آج کل کی مادی دنیا میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ میں اپنے بیوی بچوں کے لئے اپنے لئے رزق کے کوئی سامان پیدا کروں۔ تو جب انسان رزق کے لئے کوشش کر رہا ہوتا ہے تو اگر اللہ نہ چاہے تو اس کی جتنی چاہے کوشش ہو وہ رزق جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ کوشش کر رہا ہوتا ہے وہ اس کو نہیں ملتا۔ یا جتنا اس کی خواہش ہوتی ہے اُس حد تک نہیں ملتا۔ روز دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کاروبار ہوتے ہیں، اچھے بھلے کاروبار چل رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے مالک راتوں رات دیوالیہ ہو جاتے ہیں، پیسے پیسے کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ یہاں ریسٹورینٹس میں غلط قسم کے کام نہیں چھوڑتے کہ بھوکوں مر جائیں گے۔ یا پہلے کر رہے تھے تو جب مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تو اکثریت نے یہ کام چھوڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان چھوڑنے والوں میں سے اکثریت کو پہلے سے بہتر کام مہیا کر دیئے۔ کیونکہ انہوں نے خدا کی خاطر یہ کام چھوڑے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا یہ وعدہ پورا کیا کہ ﴿وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:4) اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہیں ہوگا۔ یا اتنا دے گا جتنا اس کو خیال بھی نہیں ہو گا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ رزق دینا تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر کسی کو کام چھوڑ کر بہتر کام نہیں ملا اور تو اس کو چاہئے کہ اَور بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:3-4) یعنی جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے، ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟۔ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ (آل عمران:10) خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے۔ لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا پکا اور سچا ہے اور پورا ہے۔

فرمایا: "رزق بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک رزق ہے کہ بعض لوگ صبح سے شام تک ٹوکری ڈھوتے ہیں اور برے حال سے شام کو دو تین آنے ان کے ہاتھ میں آتے ہیں۔ یہ بھی تو رزق ہے مگر لعنتی رزق ہے۔ نہ رزق مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ حضرت داؤدؑ زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر مَیں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو دربدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ ہے اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے یا ان کی اولاد پر مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں"۔ فرمایا: میرا تو اعتقاد ہے کہ ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 181-182)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے واضح کر دیا کہ اگر کہیں کسی وجہ سے کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے ہے اس لئے استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ عبادات کی طرف توجہ دیں تو اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے انشاء اللہ جلد بہتری کے سامان بھی پیدا فرمائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی امتیازی نشان دکھاؤں گا کہ تمہارے کاموں میں آسانیاں پیدا کروں گا جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا﴾ (الطلاق: 5) اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ ضرور اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ تو یہاں پھر وعدے کو دہرا دیا کہ اگر تمہارے رزق میں تنگی ہے، تمہارے کاموں میں روک ہے تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اس کے آگے جھکو، اس سے فریاد کرو۔ اپنے آپ کو پاک کرو، نمازوں کی ادائیگی کرو، اس سے ڈرتے ہوئے اس کے تمام حکموں پر عمل کرو تو پھر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں جو پھر بھی تمہیں مشکل میں گرفتار رکھے۔ وہ ضرور تمہارے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا، آسانیوں کے سامان پیدا کر دے گا۔ بعض دفعہ آزمائش بھی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ آزماتا بھی ہر ایک کو اس کی طاقت کے مطابق ہے۔ اس لئے جب کسی پر ایسی آزمائش آتی ہے تو اپنے وعدوں کے مطابق ہی ان کے لئے آسانیوں کے سامان بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ تمہاری برائیاں بھی اس تقویٰ کی وجہ سے دور ہو جائیں گی۔ جب برائیاں بھی دور ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتوں کی وجہ سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرما رہا ہے اور یہاں اس دنیا میں بھی سامان پیدا فرما رہا ہے کہ دنیا بھی جنت نظیر نظر آ رہی ہے تو پھر ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر اور بھی پختہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ نیک اعمال کرنے کی وجہ سے، اس وجہ سے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف اور تقویٰ ہے ایک مومن بندہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف مزید ترقی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ اس طرف ترقی کرے گا تو دائمی جنتوں کا وارث بھی ٹھہرے گا۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو فضل عظیم کا مالک ہے، صرف مالک ہی نہیں ہے بلکہ وہ فضل اپنے بندوں میں بانٹنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے کہ میرے فضل حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر قدم مارو، مجھ سے ڈرو، میری عبادت کرو، میرے بندوں کے حقوق ادا کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کئے رکھو تو تب ان فضلوں کے وارث بن جاؤ گے۔

اسی آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو تو خدا تعالیٰ تمہیں وہ چیز عطا کرے گا (یعنی روح القدس) جس کے ساتھ تم غیروں سے امتیاز کلّی پیدا کر لو گے۔ اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کر دے گا (یعنی روح القدس) جو تمہارے ساتھ ساتھ چلے گا۔ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 97-98)

فرمایا کہ تقویٰ کی وجہ سے تم اللہ کی تائیدات حاصل کرنے والے ہو گے اور ان تائیدات اور نور کی وجہ سے وہ تمہیں ہر اس چیز سے نوازے گا جو متقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھی ہے۔ جن کا متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر بھی فرمایا ہے اور جن میں چند ایک کا میں ذکر کر آیا ہوں۔ تمہارے اور غیر میں ہر لحاظ سے ایک فرق ہوگا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "اے ایمان لانے والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے

لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا''۔(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ 177)

یعنی اس کی اس تقویٰ پر اگر قائم رہو اور مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ مستقل مزاجی ہو شیطان سے بچنے کے لئے استغفار کرتے رہو۔ تو پھر دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تمہارے اور غیر میں فرق ظاہر کرتا ہے۔ اور کس طرح تمہاری غیرت رکھتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''اے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائے گا۔ یعنی نور الہام اور نور اجابت دعا اور نور کرامات اصطفاء''۔(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ 296) اور فرق کس طرح ظاہر کرے گا۔ تمہاری غیرت کس طرح رکھے گا اور وہ اس طرح کہ تمہیں ایک ایسا نور عطا کرے گا جس سے تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کے فضل سے بھی نوازے جاؤ گے، اس سے تم قبولیت دعا کے بھی معجزات دیکھو گے۔ اس لئے وہ تقویٰ حاصل کرو جس سے تم خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے فضل سے فیض یاب ہو۔ غیر جس میں تقویٰ نہیں اور صحیح ادراک نہیں اللہ تعالیٰ کا صحیح عرفان نہیں، اس کی طرح پیروں کی گدیوں پر چکر نہیں لگاتے رہو۔ پیروں اور فقیروں کی قبروں پر سجدے کر کے شرک اور گناہ میں گرفتار نہ ہو۔ بلکہ تقویٰ اور روح القدس کے نور کی وجہ سے تم یہ کرو گے تو براہ راست خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے قبولیت دعا کے نظارے دیکھو گے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہی امتیازی نشان ہے جو تم میں اور تمہارے غیر میں ہے۔

پس ہر احمدی کو یہ مقام حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔ نیکیوں میں سبقت لے جاتے چلے جانا چاہئے اور اس سے پھر تمہارے اندر خدا تعالیٰ وہ طاقتیں پیدا کرے گا جس سے تم خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ بندوں کی طرح قبولیت دعا کے معجزات دکھاؤ گے۔

پس یہ تقویٰ کے معیار ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ میں پیدا کئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلامی کے صدقے اپنے صحابہ میں پیدا کئے اور یہی آئندہ ہمیشہ اپنی جماعت میں پیدا کرنے کی خواہش اور کوشش کی اور توقع رکھی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ ﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّیُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ﴾ (الانفال:30) ﴿وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِہٖ﴾ (الحدید:29)

یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا، تمہاری بات میں نور ہوگا۔'' اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے''۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5 صفحہ177-178)

اللہ کرے کہ ہر احمدی اس نور سے بھر جائے۔ اور ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ یہ تقویٰ حاصل کرنے کے لئے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو اور اس کے لئے کوشش بھی کرے۔ اور سب سے بڑھ کر کوشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ پس ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرف ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح توجہ دلائی ہے اس بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو قطرے ایسے ہیں کہ جن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز پیاری نہیں۔ ایک خوف خدا کے نتیجہ میں آنسوؤں کا قطرہ اور دوسرے راہ خدا میں بہنے والا خون کا قطرہ۔ اسی طرح دو نشان ایسے ہیں جو خدا کو سب سے بڑھ کر پیارے ہیں ایک وہ نشان جو راہ خدا میں جسم پر لگے اور دوسرا ایسا نشان جو کسی الٰہی فریضہ کی ادائیگی میں لگے۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد)

تو دیکھیں عبادت کرنے والے کا ایک مومن کے تقویٰ کی وجہ سے اللہ کی خشیت کی وجہ سے نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ بھی جو ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کو اسی طرح پیارا ہے جس طرح خدا کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔ اب آج کل کی جہادی تنظیمیں جو دلیل دے کر شور مچاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا خون خدا تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جس جہاد کا نام لیتے ہیں وہ تقویٰ سے عاری ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تو اس کو بھی جہاد کہہ دیتے ہیں۔ پھر جس طرح ظالمانہ طور پر بلاتخصیص عورتوں بچوں بوڑھوں کو مارا جاتا ہے، قتل کیا جاتا ہے، اس کی کہیں اسلام میں اجازت نہیں۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے۔ پھر خودکش حملے کئے جاتے ہیں اور خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ یہ کون سا جہاد ہو گیا۔ ان ساری حرکات کے باوجود کہیں ان نام نہاد لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید نظر نہیں آتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرنے والوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کامیاب ہوں گے۔ ان لوگوں کی تو ایک جگہ بھی کامیابی نظر نہیں آ رہی اور سب سے بڑھ کر آجکل کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں اس لئے یہ جہاد ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو، مہدی موعود کو مبعوث فرمایا اس کے بعد ان احکامات پر ہی عمل کرنا ہے اور ان میں ہی برکت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی۔ کیونکہ یہ لوگ عمل نہیں کر رہے اس لئے ان عام مسلمانوں سے یہ برکتیں بھی ساری اٹھ چکی ہیں۔ یہ اس جہاد کی طرف کیوں نہیں آتے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہا کر کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے کیا جائے۔ یہ کیوں نہیں دعائیں کرتے اور دعائیں کر کے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے۔ اگر اس طرح کریں تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تائیدات سے نوازتا ہے۔ لیکن یہ لوگ بدقسمت ہیں۔ آج اگر یہ چیزیں نظر آ سکتی ہیں تو صرف اور صرف احمدیوں میں ہی نظر آئیں گی۔ اور اس احمدی میں نظر آئیں گی جس نے صحیح طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر تقویٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کی، تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کی۔ اور اس کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی خشیت سے روتا ہے وہ کبھی آگ میں نہ جائے گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے گا۔ (یعنی ناممکن بات ہے) اور خدا کی راہ میں انسان کے جسم پر لگا ہوا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(سنن الترمذی ابواب فضل الجہاد)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے کا مقام کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ حرام کر دی، جہنم حرام کر دی۔ پس یہ فرقان ہے جو ایک احمدی کو غیروں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس روح کو اپنے اندر پیدا کریں اور اپنے بیوی بچوں کے اندر بھی پیدا کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ خشیت کس طرح پیدا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کا خوف بھی تبھی دل میں پیدا ہوگا جب ہر وقت یہ خیال رہے گا کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں، خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور خاص طور پر نمازوں کے اوقات میں یہ ضرور احساس ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ ایک سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کی خشیت اختیار کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب الاسلام ماھو وبیان خصالہ) یہ احساس دل میں رہنا چاہئے۔

◆ پھر ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل۔ دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اسی پر وہ متحد ہوئے اور اسی کی خاطر ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ پانچویں وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کے لئے بلایا لیکن اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ وفضل المساجد)

تو تین باتیں تو ایسی ہیں جن کا تقویٰ سے تعلق ہے جن کا براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تعلق ہے اور باقی بھی سب اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیونکہ میری خشیت کی وجہ سے ساری باتیں ہو رہی ہیں اس لئے تمام ایسے عمل کرنے والے میرے سایہ رحمت میں ہوں گے۔

ایک روایت میں آتا ہے ابونضرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع سنا جو آپ نے ایام منیٰ میں دیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ وجہ ترجیح اور فضیلت ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ اہم پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے بلند آواز میں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے یہ پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ (مسند احمد کتاب باقی مسند الانصار)۔ تو جو آخری نصیحت آپ نے فرمائی اس میں بھی تقویٰ کی طرف توجہ دلائی۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہوگی۔ فرمایا تقویٰ اور حسن خلق۔ نیز پوچھا گیا کہ کونسی چیز سب سے زیادہ آگ میں داخل کرنے والی ہوگی۔ فرمایا اَلْاَجْوَفَانِ یعنی منہ اور شرم گاہ۔(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد)۔

اس سے ایک چیز یہ بھی پتہ لگ رہی ہے گویا کہ جتنا زیادہ تقویٰ پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہوگا اتنا ہی بندوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ متقی وہی ہے جو اعلیٰ اخلاق کا بھی مالک ہے۔ نہیں تو اس کی عبادات میں بات بات پر رونا اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ بعض لوگ عادتاً بھی روتے ہیں۔ ذرا سی بات ہو جائے اور پہلے نام اللہ کا لیتے ہیں۔ بعض لوگ ظلم کرنے کے بعد اللہ کا نام لے کر اس طرح رو رہے ہوتے ہیں جس طرح ان سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا کوئی نہیں وران سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گداز پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی وحدانیت کے لئے غیرت اور توحید خالص کے قیام کے لئے غیر معمولی تڑپ کے واقعات کا روح پرور تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 4؍فروری 2005ء بمطابق 4؍تبلیغ 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ اور بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایسے انتظامات فرما دیئے کہ آپؐ کے دل کو صاف، پاک اور مصفّٰی بنا دیا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اندر اپنی محبت اور شرک سے نفرت کا بیج بو دیا۔ بلکہ پیدائش سے پہلے ہی آپؐ کی والدہ کو اُس نور کی خبر دے دی جس نے تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ رؤیا جو حضرت آمنہ نے دیکھا تھا، کس طرح سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل شریعت آپؐ پر اپنے وقت پر نازل ہوئی۔ اور وہ نور دنیا میں ہر طرف پھیلا۔ خدائے واحد کی محبت کا ایک جوش تھا جس نے آپؐ کی راتوں کی نینداور دن کا چین وسکون چھین لیا تھا۔ اگر کوئی تڑپ تھی تو صرف ایک کہ کس طرح دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے لگ جائے، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے لگ جائے۔ اس پیغام کو پہنچانے کے لئے آپؐ کو تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں، سختیاں بھی جھیلنی پڑیں۔ لیکن یہ سختیاں، یہ تکلیفیں آپؐ کو ایک خدا کی عبادت اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے سے نہ روک سکیں۔ یہ خدائے واحد کے عبادت گزار بنانے کا کام جو آپؐ کے سپرد خدا تعالیٰ نے کیا تھا وہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اترنے کے بعد تو آپؐ نے انجام دینا ہی تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا آپؐ کا دل بچپن سے ہی شرک سے پاک اور ایک خدا کے آگے جھکنے والا بن چکا تھا۔ خدا نے خود بچپن سے ہی اس دل کو اپنے لئے خالص کر لیا تھا۔ اگر کبھی بچپن میں اپنے بڑوں کے کسی دباؤ کے تحت، اس زمانہ کے کسی مشرکانہ تہوار میں جانا پڑا تو خدا تعالیٰ نے خود ہی اس سے روکنے کے سامان پیدا فرما دیئے، خود ہی آپؐ کی حفاظت کے سامان پیدا فرما دیئے۔

اس بارہ میں ایک سیرت کی کتاب میں ایک واقعہ بھی درج ہے۔ حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ ’’بوانہ‘‘، وہ بت خانہ ہے جہاں قریش حاضری دیتے تھے اور اس کی بہت تعظیم کرتے تھے اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے، وہاں سر منڈواتے تھے اور ہر سال ایک دن کا رات تک اعتکاف کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ وہاں حاضری دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاضری کے لئے ساتھ جانے کو کہتے (جب آپ بچے تھے) مگر آپ انکار کر دیتے۔ حضرت ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا ابو طالب اور آپؐ کی پھوپھیاں ایک دفعہ آپ پر سخت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں آپ ہمارے معبودوں سے اجتناب کرتے ہیں اس کی وجہ سے آپؐ کے بارے میں ہمیں ڈر رہتا ہے۔ اور کہنے لگیں اے محمد! (ﷺ) تو کیا چاہتا ہے؟ تو کیوں اپنی قوم کے ساتھ حاضری کے لئے نہیں جاتا، اور ان کے لئے کیوں اکٹھا نہیں ہوتا۔ ان کے بار بار کہنے کے نتیجہ میں آپؐ ایک بار چلے گئے لیکن جیسا کہ اللہ نے چاہا آپؐ وہاں سے سخت گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں لوٹ آئے۔ تو ان عزیزوں رشتہ داروں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ شیطان مجھے چھوئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ عزّوجل تجھے ہرگز شیطانی خیالات میں مبتلا نہیں کرے گا اس حال میں کہ تجھ میں نیک عادات پائی جاتی ہیں۔ تو نے کیا دیکھا ہے، خوف کی کیا وجہ ہوئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جونہی میں کسی بت کے قریب جانے لگتا تو ایک سفید رنگ کا طویل القامت شخص میرے لئے متماثل ہوتا اور کہتا کہ اے محمد! پیچھے رہ، اس کو مت چھو۔ ام ایمنؓ کہتی ہیں پھر انہوں نے بھی کبھی حاضری کے لئے نہیں کہا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ (سیرت الحلبيه جلد اول باب ما حفظه الله تعالىٰ به فى صغره من امه الجاهلية)۔ تو یہ تھے وہ انتظامات جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس پاک اور خالص دل کی حفاظت کرتا تھا۔

پھر آپؐ کی جوانی کا زمانہ دیکھیں کس طرح ایک غار میں جا کر ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ آپؐ غار حرا میں کئی دن گزارتے۔ علیحدگی میں اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے، اس کی عبادت کرتے۔ یہ دیکھ کر آپؐ کے ہم قوم بھی کہنے لگ گئے کہ محمدؐ تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰى رَبِّهٖ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے‘‘۔

پھر جوانی میں ہی بتوں سے نفرت کی ایک اور مثال دیکھیں۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طالب کے ساتھ سفر شام کے دوران بحیرہ راہب سے ملے تو اس نے کہا کہ اے صاحبزادے! میں تم سے لات وعزیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے اس بات کا جواب دو۔ بحیرہ نے ان بتوں کا واسطہ دے کر اس وجہ سے پوچھا کیونکہ قریش سے بات پوچھنے کا یہی طریق تھا۔ (لات وعزیٰ ان کے بڑے بت تھے) اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے ان بتوں کا واسطہ دے کر سوال نہ کرو کیونکہ مجھے ان دونوں سے شدید نفرت ہے۔ اس کے بعد بحیرہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید گفتگو خدا کا واسطہ دے کر کی۔

(السيرة النبوية لابن هشام المعروف ،سیرت ابن هشام، قصه بحیری صفحه 145)

پھر ایک اور روایت جس سے آپؐ کی بتوں سے نفرت اور صرف خدا تعالیٰ کا بندہ رہنے کا اظہار ہوتا ہے یوں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول سے قبل آپؐ کی زید بن عمرو سے ملاقات ہوئی، نبی کریمؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، آپؐ نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا کہ مَیں اس میں سے کھانے والا نہیں جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو اور میں نہیں کھاتا سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا ہو‘‘۔ (بخاری کتاب المناقب باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل)۔ آپؐ نے کھانے سے انکار کر دیا تھا اور یہ فرمایا کہ مَیں اس میں سے کھانے والا نہیں جو تم بتوں کے نام پر کرتے ہو۔ تو یہ تھا وہ دل جس میں سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے اور کوئی دوسری محبت نہیں تھی۔

پھر زمانہ نبوت شروع ہوا تو ایک دنیا نے دَنٰی فَتَدَلّٰی کا نظارہ دیکھا، بشرطیکہ آنکھ دیکھنے کی ہو۔ ہر دن جو طلوع ہوتا تھا، چڑھتا تھا وہ دو محبت کرنے والوں یعنی خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر ہونے کے نشان دکھاتا تھا۔ چنانچہ آپؐ کے چچا نے جب کفار کے خوف سے آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے پیغام کے اظہار سے روکنے کی کوشش کی تو اس عاشق صادق نے کیا خوبصورت جواب دیا، اس کا ذکر یوں ملتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: ''اور ان کے علاوہ اور بھی بہت لوگ وہاں تھے، یہ سب لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوطالب! یا تو تم اپنے بھتیجے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کو منع کرو کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے۔ ورنہ ہمیں اجازت دو کہ ہم خود اسے سمجھ لیں کیونکہ اس کی مخالفت میں تم بھی ہمارے شریک ہو یعنی تم بھی ہماری طرح ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ پس تم ہمارے اور اس کے درمیان میں دخل نہ دینا۔ ابوطالب نے لوگوں کو نہایت شائستگی کے ساتھ جواب دے کر اور خوش کر کے رخصت کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسی طرح اپنے دین کا اعلان کرتے رہے، باوجود کہنے کے بھی۔ قریش کی حضورؐ سے آتش عداوت (جو عداوت اور دشمنی کی آگ تھی) وہ ہر وقت لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ دوبارہ وہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوطالب! تم ایک شریف اور عمر رسیدہ شخص ہو اور ہم تم کو ذی عزت خیال کرتے ہیں۔ ہم نے تم سے درخواست کی کہ تم اپنے بھتیجے کو منع کرو، تم نے منع نہ کیا۔ قسم ہے خدا کی، ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بتوں اور بزرگوں کو سخت باتیں کہی جائیں۔ یا تو تم اس بات کو دُور کرو ورنہ ہم تم سے کہے دیتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے ایک فریق ضرور ہلاک ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ چلے آئے۔ ابوطالب کو اپنی قوم کی عداوت اور علیحدگی نہایت شاق گزری اور انہیں وجوہات سے مجبوراً وہ نہ آپؐ پر ایمان لا سکے اور نہ آپؐ کی مدد سے ہاتھ اٹھا سکے۔ نہ اِدھر رہے نہ اُدھر رہے۔ تو ابن اسحاق کہتے ہیں: ''جب قریش نے ابوطالب سے یہ شکایت کی، ابوطالب نے حضور کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا، پس میں سمجھتا ہوں تم اپنی اور میری جان ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور ایسے کام کی مجھ کو تکلیف نہ دو جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ خیال کیا کہ اب میرا چچا میری مدد نہیں کر سکتا اور ان کو جواب دیا کہ اے میرے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں طرف چاند بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا خود مَیں اس میں ہلاک ہو جاؤں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو نکل آئے، ابوطالب نے آپؐ کو آواز دی اور کہا کہ اے بھتیجے ادھر آؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے کہا، دیکھو جو تمہارا جی چاہے کرو، مَیں ہرگز تم کو نہیں چھوڑوں گا اور سب سے سمجھ لوں گا۔

(سیرت ابن ہشام۔ جلد اول صفحہ 169۔ مکتبہ دارالعلوم طباعت اول)

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً بھی اس طرح بتایا۔ آپؑ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں، پلید ہیں، شَرُّ الْبَرِیَّہ ہیں، سُفَہَاء ہیں اور ذریّت شیطان ہیں۔ اور ان کے معبود وَقُوْدُالنَّارِ اور حَصَبُ جَہَنّم ہیں تو ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرالبریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ھَیْزُمِ جَہَنّم اور وَقُوْدُالنَّار رکھا''۔ یعنی آگ کا ایندھن۔'' اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریت شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا ورنہ مَیں قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا احساس ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جا۔

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں، مَیں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولا کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر میں اس راہ مَیں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اس راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرے پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رِقّت نمایاں ہو رہی تھی۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ مَیں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تُو اور ہی رنگ میں اور اَور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ، جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ: ''یہ مضمون ابوطالب کے قصے کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے''۔

(ازالہ اوھام ۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ110-111)

تو یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہونے کا مقام۔ آج دنیادار اعتراض کرتے ہیں کہ آپؐ نعوذ باللہ دنیاوی حشمت چاہتے تھے جس کے لئے یہ سب کچھ آپؐ نے کیا۔ بلکہ اس وقت سے ہی یہ اعتراض چلا آ رہا ہے، آپؐ کی بعثت کے وقت سے ہی۔ پھر صرف یہی نہیں کہ سخت اور سست کہا اور دھمکیاں دیں کہ آپؐ اس کام سے باز آ جائیں بلکہ عملاً بھی آپؐ کو تکلیفیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کے بے شمار واقعات ہیں لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کی محبت کو کفار آپؐ کے دل سے کم نہ کر سکے۔

اسی طرح ایک واقعہ روایات میں یوں آتا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ ایک روز مَیں موجود تھا کہ قریش کے سب بڑے بڑے لوگ حجر اسود کے پاس خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے اور کہتے تھے کہ جیسا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے ایسا کسی پر نہیں کیا۔ یہ ہمارے دین اور بزرگوں کو بُرا کہتا ہے۔ ہم نے اس پر بڑا صبر کیا ہے۔ یہ لوگ ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ طواف میں مشغول ہوئے اور جب آپؐ طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرتے تو کفار آپؐ پر آوازیں کستے۔ چنانچہ تین بار ایسا ہوا اور اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے دکھ اور ملال ظاہر ہو رہا تھا۔ تیسری مرتبہ آوازہ کسنے پر آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: اے گروہ قریش! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مَیں تم جیسوں کی ہلاکت کی خبر لے کر آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ قریش سکتہ کی حالت میں ہو گئے اور جو شخص ان میں زیادہ بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہا تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نرمی سے باتیں کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپؐ تشریف لے گئے۔ پھر دوسرے روز یہ لوگ اکٹھے ہوئے اور ہر طرف سے آپؐ پر یہ کہتے ہوئے حملہ کر دیا کہ تم ہی ہمارے بتوں میں عیب نکالتے ہو اور ہمارے دین کو برا کہتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں یہی کہتا ہوں۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے حضورؐ کی چادر مبارک پکڑ لی۔ ابوبکرؓ یہ دیکھ کر روتے ہوئے کھڑے ہوئے اور قریش سے کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ تب قریش آپؐ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں آپؐ کے ساتھ قریش کی بدسلوکی کا یہ وہ واقعہ ہے جو مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام المعروف سیرت ابن ہشام ذکر ما لقی رسول اللہ صفحہ217-218)

اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بڑے خطرناک واقعات ہیں۔ بڑے بڑے خوفناک منصوبے آپؐ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو ختم کرنے کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس نے آدم کی پیدائش کے ساتھ ہی آپؐ کی پیدائش کا فیصلہ کر لیا تھا، جس نے اپنے اس پیارے محبوب کے ذریعے اپنا پیغام دنیا تک پہنچانا تھا، جس نے اپنے وعدوں کے مطابق آپؐ کی حفاظت کرنی تھی وہ ہمیشہ مشکل وقت میں آپؐ کی مدد کے لئے فرشتے نازل کرتا رہا جو آپ کی حفاظت کا انتظام کرتے تھے۔

چنانچہ ایک واقعہ روایات میں یوں آتا ہے کہ: ''سرداران قریش کے ساتھ گفتگو کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو ابوجہل نے کہا اے قریش! تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے ہماری کوئی بات نہیں مانی اور تمہارے بزرگوں اور مذہب کو برا کہنے سے باز نہ آیا۔ پس مَیں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں کل ایک بہت بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کریں گے مَیں اس کے سر

پر ماردوں گا۔تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لینا۔ پھر بنی عبد مناف یعنی حضورؐ کے رشتہ داروں سے جو ہوسکتا ہے وہ کریں۔قریش نے کہا خدا کی قسم ہے تمہیں پناہ میں لے لیں گے جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کر گزرو۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابوجہل ایک پتھر لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے انتظار میں بیٹھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبح کو اپنے دستور کے موافق مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ چونکہ ان دنوں میں قبلہ بیت مقدس تھا اس لحاظ سے آپؐ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں نماز میں مشغول ہوئے۔قریش اپنی اپنی جگہ لیٹے ہوئے ابو جہل کے کارنامے کے منتظر تھے۔ چنانچہ جس وقت آپؐ نے سجدہ کیا، ابوجہل وہ پتھر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر مارنے کے لئے چلا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کے نزدیک پہنچا تو پھر وہاں سے پیچھے کو ہٹا۔ یہاں تک کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ نہایت بدحواس اور خوف کی حالت میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ لوگ بھی اس کی طرف دوڑے اور کہا اے ابوالحکم کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ جب مَیں پتھر لے کر ان کی طرف گیا تا کہ اس کام کو پورا کروں جو رات کو تم سے کہا۔تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قوی ہیکل اور خوفناک اونٹ منہ پھاڑ کر میری طرف حملہ آور ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے کھا جائے۔مَیں فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا ورنہ جان بچانا ہی مشکل تھا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام المعروف سیرت ابن ھشام صفحہ 222)

تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔لیکن جس کا دل پتھر ہو جائے وہ عارضی طور پر تو نشان دیکھ کر خوفزدہ ہوتا ہے لیکن ایمان کے نور کا چھینٹا اس پر نہیں پڑتا۔یہی حال ابوجہل کا ہوا۔ پھر جب عاشق کو معشوق سے علیحدہ کرنے کے لئے تمام ترسختیوں کے حربے بھی کارگر نہ ہوئے تو پھر ان لوگوں کو خیال آیا کہ دنیاوی لالچ ہی دے کر دیکھیں۔ براہ راست بھی اس بارے میں گفتگو کر کے دیکھیں۔لیکن ان عقل کے اندھوں کو کیا پتہ تھا کہ جو خدا تعالیٰ کے عشق میں گرفتار ہو اور پھر مقام بھی وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ہے اُس کو ان دنیاوی لالچوں سے کیا غرض۔ چنانچہ یہ لالچ دینے کا واقعہ تاریخ میں یوں درج ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب اسلام قریش میں روز بروز ترقی کرنے لگا، حالانکہ قریش سے جہاں تک ممکن تھا وہ لوگوں کو اسلام لانے سے باز رکھتے تھے اور طرح طرح سے ان کو ایذاء اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔بعض کو گھروں میں قید کر دیتے تھے۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہر قبیلہ کے سرداران قریش حضورؐ سے گفتگو کرنے کے واسطے جمع ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، نضر بن حارث، ابوالبختری .... ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیۃ، عاص بن وائل، امیہ بن خلف وغیرہ یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبہ کے پیچھے اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے کو کہا کہ کسی کو بھیج کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو کے لئے بلواؤ اور اس قدر بحث کرو کہ وہ عاجز آ جائیں۔ پھر انہوں نے ایک شخص کو حضورؐ کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے یہ پیغام سن کر سمجھا کہ شاید ان کا سیدھے رستے پر آنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ آپؐ کو ان کے اسلام قبول کرنے کی شدید تمنا تھی۔ چنانچہ آپؐ جلدی سے اس مجلس میں تشریف لائے۔سب نے متفقہ طور پر آپؐ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپؐ کو گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہے کیونکہ قسم ہے خدا کی ہم عرب میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں جانتے کہ جس نے اپنی قوم کو ایسی مشکل میں مبتلا کیا ہو جیسا کہ آپؐ نے مبتلا کیا ہے۔آپؐ ہمارے باپ دادا کو برا کہتے ہیں، آپؐ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں، ہماری جماعت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں، کوئی خرابی ایسی نہیں ہے جو آپ نے ہم میں اٹھا نہ رکھی ہو۔ اگر تمہارا مقصد مال کو جمع کرنا ہے تو ہم اپنے مال اس قدر آپ کی نذر کرتے ہیں کہ آپ ساری قوم میں امیر کبیر ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو سردار بنا دیتے ہیں۔ اگر بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ بنا دیں گے اور یہ جو آپ کے پاس کوئی جن یا آسیب آتا ہے تو ہم اس کے علاج میں اپنے تمام مال آپ پر خرچ کرنے کو تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر باتیں تم نے کی ہیں ان میں سے ایک بھی مجھ میں نہیں ہے۔ نہ مَیں مال چاہتا ہوں، نہ شرف چاہتا ہوں، نہ سلطنت چاہتا ہوں۔ مجھ کو تو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنی کتاب مجھ پر نازل فرمائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہو جاؤں۔ خوشخبریاں بھی دوں اور ڈراؤں بھی۔ پس مَیں نے تم کو اپنے خدا کے پیغام پہنچا دیئے۔ اگر تم اس کو قبول کرو تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ اور اگر تم قبول نہ کرو تو تم اس وقت تک صبر کرو، مَیں بھی صبر کئے ہوئے ہوں، جب تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ نہ فرمائے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، المعروف سیرت ابن ھشام صفحہ 220-221)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا اور کامل یقین تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا آخری فیصلہ یقیناً آپؐ کو پتہ تھا کہ میرے حق میں ہونا ہے۔تو فرمایا کہ اے کافرو! تم اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے اپنے جھوٹے دین سے ہٹ نہیں سکتے ﴿یَآاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ﴾ کی سورۃ میں ساری بات آ گئی تو مَیں جو خدا کا نبی ہوں، اس خدا کا پیغام پہنچانے سے کیسے باز آ جاؤں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔مَیں اس خدا کی عبادت سے کیسے باز آ جاؤں جو ہر روز ایک نیا نشان اپنی قدرت کا مجھے دکھاتا ہے۔ جو تمہارے مقابلے میں خود میری حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔تم بےشک میری مخالفت کرتے رہو، مجھے تکلیفیں دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو، لیکن یاد رکھو کہ غالب مَیں نے ہی آنا ہے۔تمہیں یہی جواب ہے جو فی الحال خدا نے مجھے سکھایا ہے کہ تم اپنے دین پر قائم رہو، مَیں اپنے دین پر قائم رہوں گا۔ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ ۔ لیکن یاد رکھو یہ مقدر ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جو حاضر کا بھی علم رکھتا ہے، جو غائب کا بھی علم رکھتا ہے، آئندہ کا بھی علم رکھتا ہے، جو اپنے پیار کا مجھ پہ اظہار کرتا رہتا ہے اُس خدا کی تقدیر اب یہ ہے کہ خدائے واحد کے دین نے ہی غالب آنا ہے اور تم نے ختم ہونا ہے۔تو یہ جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کرنے والے اور اپنے پیارے کے منہ سے کہلوایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی ذات سے جو عشق تھا اور اس کی وحدانیت دنیا میں قائم کرنے کی جو تڑپ تھی اور جو آپؐ نے اس کے لئے کوشش کی اس کا تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔لیکن اگر کبھی کسی سے بھی اس ذات کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں اعلیٰ اور اچھے کلمات آپؐ نے سنے تو ہمیشہ اس کی تعریف کی۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کی ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے کہ ’سنو اللہ کے سوا یقیناً ہر چیز باطل اور مٹ جانے والی ہے‘۔(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاھلیۃ)

پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے نام کی غیرت آپؐ میں کس قدر تھی کہ نقصان برداشت کر لینا گوارا تھا لیکن یہ گوارا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، جب انتہائی کمزور حالت تھی۔ اور بدر سے پہلے ایک مقام پر ایک شخص حاضر ہوا اور شجاعت اور بہادری میں اس کی بہت شہرت تھی۔ صحابہؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں اس شرط پر آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہونے آیا ہوں کہ مال غنیمت سے مجھے بھی حصہ دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم جا سکتے ہو۔ میں کسی مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔ کچھ دیر بعد اس نے حاضر ہو کر پھر یہی درخواست کی۔تو آپ نے وہی جواب دیا، وہ تیسری دفعہ آیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی لشکر میں شریک کر لیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو۔ اس دفعہ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے، ہمارے ساتھ چلو۔ (مسلم کتاب الجھاد باب کراھۃ الاستعانۃ)۔ اگر کوئی دنیادار ہوتا تو کہتا کہ مدد مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن آپؐ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ کسی مشرک سے اللہ تعالیٰ کے نام پر لڑی جانے والی جنگ میں مدد لی جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکار کر فرمایا کہ سنو اللہ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ جسے قسم کھانے کی ضرورت پیش آئے وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری کتاب الادب باب من لم یرا کفار من قال متأولا اوجاھلا)۔ اوّل تو بعض لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر اللہ کی قسم کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ عام رواج پڑ گیا ہے۔ یہ اس طرح قسمیں کھانی بھی نہیں چاہئیں۔ بعض حالات میں بعض مجبوریوں کے تحت قسم کھانی پڑتی ہے تو اس وقت کھائی جائے اور یہ ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کو مَیں اس میں گواہ بنا رہا ہوں۔ آپؐ کو یہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کے قریب کوئی انجانے میں بھی آ سکے۔ پھر اگر کہیں سے ہلکا سا شائبہ بھی ہوتا کہ بعض عمل شرک کی طرف لے جانے والے ہیں آپؐ اس کو سختی سے رد فرمایا کرتے تھے۔ قبروں پر دعا کے لئے جانے کی تو آپؐ نے اجازت دی لیکن یہ برداشت نہیں تھا کہ وہاں دیئے وغیرہ جلائے جائیں۔ بعض لوگ دیئے جلاتے ہیں موم بتیاں جلاتے ہیں۔ تو ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قبروں کی زیارت کرنے والوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے ان قبور کو غیر اللہ کی عبادت اور دیئے جلانے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

کی جگہ بنایا ہوا ہے۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی کراھیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا)

آج دیکھیں ہمارے ملکوں میں مسلمان کہلانے والے بھی یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ وہ بزرگ جو خود تو توحید کے قیام میں کوشش کرتے رہے لیکن ان کے نام پر شرک ہوتا ہے۔ ان سے منتیں مانگی جاتی ہیں، ان سے خواہشات پوری کرنے کی فریاد کی جاتی ہے، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور یہ واقعات ہیں اور ہوتے ہیں۔ ایک عورت نے بتایا کہ اس کی کوئی عورت واقف تھی۔ اس کے پاس ایک بیٹا تھا۔ وہ کہتی یہ بیٹا مجھے داتا صاحب نے دیا ہے۔ مَیں نے کہا خدا کا خوف کرو (کہنے لگی) کہ نہیں پہلے مَیں اللہ تعالیٰ سے مانگتی رہی نمازوں میں دعائیں کرتی رہی مجھے بیٹا نہیں پیدا ہوا۔ جب مَیں نے داتا دربار میں حاضری دی تو مجھے بیٹا مل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی بجائے داتا صاحب ان کے سب کچھ تھے۔ کوئی خدا کا خوف نہیں ہے اور برصغیر میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مسلمان کہلا کر اس شرک میں بہت سارے لوگ مبتلا ہو رہے ہیں۔ اللہ کے رسول نے ایسے لوگوں پر لعنت ڈالی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت امّ سلمٰی نے حبشہ کے ایک گرجے کا ذکر کیا جو ماریہ کے نام سے موسوم تھا اور اس میں انہوں نے تصاویر رکھی ہوئی تھیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک بندہ یا آدمی فوت ہو جاتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر پر مساجد بنا لیتے ہیں اور ان میں بت بنا لیتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ)

ایک جگہ یوں بھی ذکر آیا ہے کہ آپؐ کی بیماری کی حالت میں یہ بات کہی گئی تھی۔ تو یہ سن کر آپ جوش سے اٹھ بیٹھے اور آپؐ نے فرمایا برا ہوا ایسے لوگوں کا جو یہ کرتے ہیں۔ آپ کا اپنا تو یہ حال تھا کہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا کہ اے اللہ میری قبر کو بت پرستی کی جگہ نہ بنا۔

جو شخص ساری عمر میں ہر وقت، ہر لحہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہا، توحید کے قیام کی کوشش کرتا رہا، جس کے پاؤں ساری ساری رات عبادت کرتے ہوئے متورم ہو جایا کرتے تھے، سوج جایا کرتے تھے۔ جس کی خواہش تھی تو صرف ایک کہ دنیا کا ہر شخص خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بن جائے وہ بھلا کس طرح برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی قبر شرک کی جگہ بنے۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اس بابرکت قبر کو شرک سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں پر حیرت ہوتی ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے کہ دوسرے پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر شرک کرتے ہیں اور شرک کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے۔ (ہزاروں ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں“۔

(حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت رہی۔ اور بار بار ﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔ جس کے بدوں (یعنی جس کے بغیر) مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو اور پھر سوچو۔ پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 74)

پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ انسان اور عبدرحمٰن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور ساری زندگی اسی میں آپؐ نے گزاری۔ اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے۔ اور اس زمانے میں بھی آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی ۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ میں بورکینا فاسو کے مربی سلسلہ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا)

یہ دو افسوسناک اعلان ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہمارے ایک مبلغ جو بورکینا فاسو مغربی افریقہ میں مبلغ تھے۔ مختصر سی بیماری کے بعد پرسوں بالکل نوجوانی کی حالت میں ان کی وفات ہو گئی۔ یہ جو ہمارے یہاں مبارک صدیقی صاحب ہیں ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں بڑی ہی اطاعت کا جذبہ تھا۔ بورکینا فاسو کے مربیان کی طرف سے جو افسوس کا، تعزیت کا خط آیا ہے۔ اس میں جو انہوں نے خوبیاں لکھی ہیں وہ حقیقت میں وہ تمام باتیں ہیں جن میں مَیں کہہ سکتا ہوں کوئی مبالغہ نہیں تھا۔ بہت محنتی تھے، بڑی غیرت رکھنے والے تھے، اللہ کے نام کی غیرت رکھنے والے تھے، بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والے تھے اور بے نفس آدمی تھے۔ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب بھی اجتماع وغیرہ یا جلسہ ہوتا تو شکیل صاحب اپنے کاموں میں اتنے مصروف ہوتے کہ نہانے دھونے کھانے وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ اور جب میں دورے پر گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ یہ مستقل خدمت پہ تھے، باقی بھی تھے لیکن ان کی اہلیہ ان دنوں میں بہت بیمار ہو گئیں اور ہسپتال میں داخل تھیں، اس کے باوجود جو ان کے ذمے کام تھے وہ پوری طرح کرتے رہے۔ ہسپتال بھی دوڑ کے جاتے تھے پھر آ کے کام کرتے تھے۔ اور پھر دوسرے کو یہ احساس نہیں دلواتے تھے کہ مجھے مجبوریاں ہیں اور پھر بھی میرے سے کام کروایا جا رہا ہے بلکہ خوشی سے یہ کام کر رہے تھے باوجود یہ کہنے کے کہ آپ زیادہ اہلیہ کی فکر کریں۔ کھانے پینے کی ان کو کوئی فکر نہیں ہوتی تھی اور ہر وقت ہنستے مسکراتے رہتے۔ لیکن امیر صاحب نے ایک بات لکھی ہے اور یقیناً صحیح ہو گی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ ہر وقت ہنسنے والا شخص تھا لیکن کہتے ہیں مَیں نے ان کو روتے بھی دیکھا کہ جب یہ ذکر ہوتا تھا کہ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرنا ہے، بیعتیں نہیں ہوئیں۔ یا وہ ٹارگٹ حاصل نہیں ہوا جتنا ان کا خیال تھا کہ ہونا چاہئے اور مجھے رپورٹ بھجوانی ہے۔ اس وقت وہ رویا کرتے تھے کہ کس طرح اپنی ایسی رپورٹ بھجواؤں۔ اور دعا کے لئے درخواست کیا کرتے تھے۔ اور حقیقتاً انہوں نے حق ادا کیا ہے۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو امانتوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اپنے عہدوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اس لحاظ سے میدان عمل میں ان کی وفات ایک شہید کی موت ہی ہے، جو کبھی مرا نہیں کرتے۔ اس وقت بھی بیماری سے چند گھنٹے پہلے، آخری رات، وہ کہتے ہیں کہ سارے مربیان، مبلغین بیٹھے ہوئے تھے، تبلیغ کرنے کا کوئی پروگرام بن رہا تھا تو اس میں بھی پوری طرح بڑھ بڑھ کے حصہ لے رہے تھے، تجاویز پیش کر رہے تھے۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔ ان کو اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اور ان کی ایک چھوٹی بچی اور اہلیہ کو صبر دے۔ ان کے والدین زندہ ہیں ان کو صبر کی توفیق دے۔

اسی طرح ہمارے ایک بڑے پرانے، لندن میں جب سے خلیفہ وقت آئے ہیں اس وقت سے یہاں کی تاریخ میں پیر محمد عالم صاحب کا بھی نام کافی جانا جاتا ہے۔ ان کی بھی کل وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی پیدائش 1919ء کی تھی اور 1979ء میں انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں رہے۔ پھر یہاں آ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب خدمت کی توفیق پائی۔ کیونکہ قریب رہتے تھے، صبح سب سے پہلے آنے والوں میں سے تھے اور جس طرح ان کی عادت تھی، اگر دور بھی ہوتے تو یقیناً وہ سب سے پہلے دفتر آنے والوں میں شمار ہوتے۔ اور بڑی محنت سے کام کرتے رہے اور پھر جب تک ان کی صحت اجازت دیتی رہی پورا وقت لگاتے تھے اور اس کے بعد بھی اب تک، چند دن پہلے تک انہوں نے دفتر میں اپنے پورے کام کو نبھایا ہے۔ اور انگریزی سیکشن کی ڈاک کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی اہلیہ اور بچوں کو صبر کی توفیق دے۔

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact : **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالی
از صفحہ نمبر 4

اور کچھ نہیں کہ آنکھ دکھنے آ جائے گی اور یوں امراض چشم میں مبتلا ہو جائے گا‘‘۔ یعنی زیادہ رونا کوئی کام نہیں ہے اگر اللہ کے خوف کے بغیر رویا جا رہا ہے۔ اس کا سوائے اس کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا کہ آنکھ دکھنے آ جائیں۔

فرمایا: ’’مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 272-273 جدید ایڈیشن)۔ یعنی قرآن کریم پڑھا بھی ہو، اس کا علم بھی ہو، اس کے سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اس پر ایمان بھی ہو کہ اس کے ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے اور نہ عمل کرنے سے اللہ کی ناراضگی ہے۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ عادتاً رونے والوں کے بارے میں واضح ہو گیا۔ کیونکہ بہت سارے لوگ ہیں جب ان کے معاملات آئیں تو کیونکہ رونا جلدی آ جاتا ہے اس لئے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور پھر بظاہر وہ جماعت میں ایکٹو (Active) بھی نظر آ رہے ہوتے ہیں اس لئے ان کی باتوں پر یقین بھی کر لیا جاتا ہے۔ لیکن ایسے حقوق غصب کرنے والے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے وہ دلوں کا حال جانتا ہے ایسے آنسو بھی ان کے منہ پر مارے جائیں گے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے ایام میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو تمہارا رب ہے اور پانچ نمازیں ادا کرو ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ۔ باب ما ذکر فی فضل الصلوٰۃ)

تو یہاں مومن کی پانچ نشانیاں بتائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہو، اس کا خوف ہو، نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو، رمضان میں روزے رکھنے والے ہوں، زکوٰۃ یا مالی قربانی کرنے والے ہوں، پھر اطاعت گزار ہوں، نظام کی، امیر کی، عہدیداران کی اطاعت کرنے والے ہوں گویا تقویٰ پر وہی قائم سمجھا جائے گا جو ان چار باتوں کا بھی اہتمام کرتا ہو گا۔ یعنی نمازیں پڑھنے والا، روزے رکھنے والا، مالی قربانیاں کرنے والا اور اطاعت کرنے والا۔

حضرت زید بن ارقم ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں آپ کو وہ دعا بتاتا ہوں کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ آپ ان الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے ’’ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا‘‘ اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو خوب پاک صاف کر دے اور تو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو صاف کر سکے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب 73)

ایک روایت میں یوں دعا آئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔ کہ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنیٰ مانگتا ہوں۔ (مسلم کتاب الذکر والدعا)

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے، خشیت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگتے تھے تو ہمیں اس بارے میں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا بلکہ آپؐ فرماتے تھے (دعا کسی نے سنی، آگے بیان کی) کہ: ’’اے اللہ میں عاجز آ جانے اور سستی سے بزدلی سے بخل سے اور انتہائی بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر کیونکہ تو ہی اس کا بہترین تزکیہ کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی ہے تو ہی اس کا آقا ہے۔ اے للہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو اس پر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو۔ بعض باتیں اس میں مزید کھول کر بیان فرما دی ہیں۔ تو ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کس حد تک اس کے دل میں اللہ کی خشیت ہے۔ کیونکہ وہ معیار تبھی حاصل ہو سکتے ہیں جب ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی بجائے اپنے آپ کا جائزہ لے، اپنے آپ کو دیکھے۔ بہت ساری باتیں کی جاتی ہیں واضح رپورٹیں ملتی ہیں۔ آپس میں اگر جھگڑے ہیں تو ایک جھگڑنے والا دوسرے کو کہہ رہا ہوتا ہے کہ تمہارے بارے میں خطبہ آیا تھا۔ میاں بیوی کے جھگڑے ہیں تو بیوی میاں کو کہہ رہی ہوتی ہے، میاں بیوی کو کہہ رہا ہوتا ہے کہ تمہارے بارے میں خطبہ تھا، اپنا جائزہ کوئی نہیں لیتا۔ اگر اپنے گریبان میں جھانکیں تو تقویٰ پہ قائم ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے‘‘۔ ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ’’ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں‘‘۔

(ایام الصلح ۔روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342)

پھر آپ نے فرمایا: ’’متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ یہ تمام برائیاں گنائی گئی ہیں لوگوں کے حق کے مارنا، بناوٹ، تصنع، فخر، ذلیل کسی کو سمجھنا، کنجوسی کرنا، ان کو چھوڑ کے پھر ان سے پرہیز کر کے فرمایا کہ ’’ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلا وے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے)‘‘۔ اگر کوئی ایک خلق بھی ہے اور باقی نہیں تو وہ متقی نہیں کہلائے گا ’’جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے ﴿لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرۃ:62) ہے اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ﴾ (الاعراف: 197)۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے مَیں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 680-681 جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دلبرداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے‘‘۔

(کشتیٔ نوح ۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

اللہ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق پر عمل کرنے والے ہوں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر تقویٰ اور خشیت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والے ہوں۔ اور ہم میں سے ہر ایک دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے والا ہو اور جلسہ کی جو برکات آپ نے حاصل کی ہیں ہمیشہ آپ کی زندگیوں کا حصہ رہیں۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی حفظ و امان میں رکھے، خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں لے جائے۔ اس وقت کی حاضری ہے 1589 گزشتہ سال 766 اور اس وقت 13 ملکوں کی نمائندگی بھی یہاں ہے اللہ کے فضل سے۔ اب دعا کر لیں۔

❁❁❁❁❁

سیٹلائٹ

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مقامِ سیدنا محمودؓ

حضرت مولانا نورالدینؓ کی نظر میں

نصیر احمد شاھد مبلغ سلسلہ یلجیئم

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کی فراست اور روحانی نگاہ نے اس حقیقت کو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی پالیا تھا کہ صاحبزادہ میاں محمود ہی وہ پسر موعود ہیں جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی اور الہام سے اطلاع دی تھی۔ اور آپ کو یہ یقین تھا کہ یہ پسر موعود اسلام کے عالمگیر غلبہ کی اس مہم میں کارہائے نمایاں سرانجام دیگا جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق صادق مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ سے ڈالی۔ آپ نے مختلف مواقع پر اس خدائی منشاء کا اظہار مختلف پیرایہ میں فرمایا۔ آپ کے ان ارشادات میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے جو اپنی جگہ پر پیشگوئیوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ ان ارشادات سے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر آپ کا اٹل یقین مترشح ہوتا ہے وہاں آپ کا تعلق باللہ بھی ظاہر و باہر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے انتخابِ خلافت کے موقعہ پر اپنی پہلی تقریر میں بھی حضرت مصلحِ موعودؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد، وہ میرا بھائی بھی ہے اور بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

خلافتِ ثانیہ کے بارہ میں وصیّت

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں: "۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ نے (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے) لکھوائی تھی اور بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی۔ اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔"

(حقیقتِ اختلاف صفحہ ۲۹)

الفضل میں اس کا ذکر یوں ہوا:

"حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اپنے عہدِ خلافت میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کے مطابق جب گھوڑے سے گرے اور آپ کے سر میں سخت چوٹ آئی تو ایک رات آپ کو خیال پیدا ہوا کہ ورم دل کی طرف جا رہا ہے۔ اس وقت آپ نے قلم دوات طلب فرمائی اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اسے لفافہ میں بند کر دیا۔ پھر کچھ لفافہ پر بھی ارقام فرمایا اور شیخ تیمور صاحب کو جو آپ کی خدمت میں رہتے تھے یہ کہتے ہوئے دیا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو اس پر جو لکھا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ ان کی روایت ہے کہ اس لفافہ پر لکھا تھا: "عَلٰی اُسْوَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ جس کا نام اس لفافہ میں ہے اس کی بیعت کرو۔ اور جب اسے کھول کر دیکھا گیا تو اس کے اندر نام لکھا تھا "محمود احمد"۔

(الفضل جلد ۲ نمبر ۳۵ صفحہ ۲ پرچہ ۲ ستمبر ۱۹۱۴ء)

پسرِ موعود کے بارہ میں یقین

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات سے چھ ماہ قبل حضرت پیر منظور محمدؓ مصنف قاعدہ یسّرنا القرآن نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات پڑھ کر پتہ مل گیا کہ پسرِ موعود میاں صاحب ہی ہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا: "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔"

پیر صاحب موصوف نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ان پر تحریر فرمایا: "یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔ نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء"۔

(رسالہ پسرِ موعود صفحہ ۲۸)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"۱۱ ستمبر ۱۹۱۳ء کی شام کے بعد (اوپر والے واقعہ کے اگلے روز) حضرت خلیفۃ المسیح گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں پاؤں سہلانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بغیر کسی گفتگو اور تذکرہ کے خود بخود فرمایا: "ابھی یہ مضمون شائع نہ کرنا جب مخالفت ہو اس وقت شائع کرنا"۔ (پسرِ موعود صفحہ ۲۷)

مسند احمد بن حنبل کی تدوین کا کام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"جلسہ سالانہ ۱۹۱۳ء کے چند ہی دن بعد حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہو گئے اور آپ کی علالت روز بروز بڑھنے لگی۔ مگر ان بیماری کے دنوں میں بھی آپ تعلیم کا کام کرتے رہے۔ مولوی محمد علی صاحب قرآن شریف کے بعض مقامات کے متعلق آپ سے سوال کرتے اور آپ جواب لکھواتے۔ کچھ اور لوگوں کو بھی پڑھاتے۔ ایک دن اسی طرح پڑھا رہے تھے۔ مسند احمد کا سبق تھا۔ آپ نے پڑھاتے پڑھاتے فرمایا کہ مسند احمد حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ بخاری کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس میں بعض غیر معتبر روایات امام احمد بن حنبل کے ایک شاگرد اور ان کے بیٹے کی طرف سے شامل ہو گئی ہیں جو اس پایہ کی نہیں ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اصل کتاب کو الگ کر لیا جاتا۔ مگر افسوس کہ یہ کام میرے وقت میں نہیں ہوا۔ اب شاید میاں کے وقت میں ہو جائے۔ اتنے میں مولوی سرور شاہ صاحب آ گئے۔ آپ نے ان کے سامنے یہ بات پھر دہرائی کہ ہمارے وقت میں تو یہ کام نہ ہو سکا۔ آپ میاں کے وقت میں اس کو پورا کریں۔ یہ بات وفات سے دو ماہ پہلے فرمائی۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۱۷)

اِس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو یقین تھا کہ آپ کے بعد میاں محمودؓ خلیفہ ہوں گے۔ دوسری بات جو یہاں بیان کرنا ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانۂ خلافت میں مسند احمد بن حنبل کی تدوین کا کچھ کام ہوا۔ اور یہ کام مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کی جگہ مقرر ہونے والے مفتی سلسلہ یعنی استاذی المکرّم محترم ملک سیف الرحمان صاحبؒ نے سرانجام دیا۔

اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور میاں صاحب

۱۹۶۲ء کے آخر میں تحریک جدید کے نئے سال کا پیغام دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ اوّلؓ نے فرمایا تھا کہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت اکنافِ عالم میں میاں صاحب کے زمانہ میں ہوگی۔ (الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء)

قرآن مجھ سے یا میرے بعد میاں محمود سے پڑھ لینا

آپ نے ایک مرتبہ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری لاہوری کو جو اس وقت مصر میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، تحریر فرمایا: "تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علمِ قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا"۔ (الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء)

حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کو نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آپ سے فرمایا "اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا"۔ (الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۰۶)

حضرت غلام حسین صاحبؓ کا حلفیہ بیان

"خاکسار کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر حضرت ام المومنینؓ کی جھولی میں آ پڑا ہے۔ پھر دوسری رؤیا میں دکھایا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ ان کی نصرت ہوگی اور ان پر وحی بھی نازل ہوگی۔ یہ دونوں خوابیں میں نے لکھ کر حضرت خلیفہ اول کے حضور بھیج دیں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ "آپ کی خوابیں مبارک ہیں"۔ پھر جب میں قادیان جلسہ سالانہ پر گیا تو علیحدگی میں بندہ نے روبرو میاں عبدالحی صاحب مرحوم حضرت خلیفہ اول سے عرض کیا کہ یا حضرت! جو خوابیں میں نے آپ کو تحریر کی تھیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔ حضرت خلیفہ اول اور میاں عبدالحی صاحب مرحوم چارپائی پر بیٹھے تھے اور میں نیچے پیڑھی پر بیٹھا تھا۔ حضور نے جھک کر مجھ کو فرمایا "اسی لئے تو اس کی ابھی سے مخالفت شروع ہو گئی ہے"۔ پھر میں نے عرض کیا یا حضرت! سچے کا نشان بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت ہو۔ آپ نے فرمایا "ہاں سچے کا یہی نشان ہوتا ہے"۔

(الفضل یکم فروری ۱۹۳۸ء)

آخری وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امۃ الحی نے مجھے رقعہ لکھا۔ اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب مرحوم ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں۔ اس لئے میں اپنے والد کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں۔ وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں"۔

(الفضل جلد ۱۲ نمبر ۶۸)

تیس سال بعد موعود کا ظہور

مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے قرآن کریم کا درس باقاعدگی کے ساتھ نوٹ کیا کرتے تھے۔ آپ تحریر کرتے ہیں:

"حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کو بعد نماز عصر سورہ اعراف کی آیت ﴿وَلَقَدْ اَخَذْ نَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ﴾ کا درس دیتے ہوئے فرمایا: "آج سے تیس سال بعد مظہرِ قدرت ثانیہ ظاہر ہوگا"۔

نوٹ:۔ عجیب بات ہے کہ ان بیان فرمودہ الفاظ کے عین تیس سال بعد یعنی ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے موعود خلیفہ، مصلح موعود اور پسرِ موعود ہونے کا اعلان کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اظہارِ خوشنودی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب حضرت مسیحِ موعودؑ کی وفات کے بعد میں نے "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" کے نام ایک کتاب لکھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ مولوی صاحب مسیح موعودؑ کی وفات پر مخالفین نے جو اعتراض کئے ہیں ان کے جواب میں تم نے بھی لکھا ہے اور میں نے بھی۔ مگر میاں ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔ پھر یہی کتاب حضرت مولوی صاحب نے بذریعہ رجسٹری مولوی محمد حسین بٹالوی کو بھیجی۔ وہ کیوں؟ محمد حسین نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی اولاد اچھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ کتاب بھیج کر حضرت مولوی صاحب نے ان کو لکھوایا کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نے تو یہ کتاب لکھی ہے جو میں تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تمہاری اولاد میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہو تو مجھے بھیج دو"۔

(عرفانِ الٰہی صفحہ ۹۵)

حج بیت اللہ کے لئے روانگی

حضرت صاحبزادہ صاحب حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء کو روانہ ہونے والے تھے۔ چنانچہ ۲۵ ستمبر کو قادیان میں ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ اِس تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی تشریف لائے۔ یہ پروگرام تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اِس میں بزرگوں نے تقاریر کیں دو طالبعلموں نے نظمیں بھی پڑھیں۔ حضرت مولانا

عبدالرحیم صاحب نیّر نے اپنی تقریر میں فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ایام علالت میں ایک دن میں نے گھبرا کر بہت دعا کی تو میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح کو دیکھا کہ میاں صاحب بشیرالدین محمود احمد کو پکڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں: ’’پہلے بھی اوّل تھے۔ اب بھی اوّل ہیں‘‘۔

اِس تقریب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی تقریر کی جس میں مسلمانوں کی حالتِ زار کا ذکر کیا اور دعاؤں کی تحریک کی۔ اِس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے مختصر خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا: ’’آج کل مسلمانوں نے خدا کو چھوڑا ہوا ہے۔ ان میں اصلاح نہیں۔ خدا نے بھی ان کو چھوڑ دیا ہے۔ اِس جلسہ کا مدعا اصل یہ ہے کہ دعا بہت کی جائے‘‘۔ اِس کے بعد سب نے دعا کی۔

(بدر ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

حج بیت اللہ سے واپسی پر استقبال

حضرت صاحبزادہ صاحب حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ۳؍فروری ۱۹۱۳ء کو بروز سوموار قادیان دارالامان پہنچے تو دیارِ مسیح کا خورد و کلاں پیار و محبت کے جذبہ سے سرشار آپ کے استقبال کے لئے جمع تھا۔ اور دیارِ مسیح کی ساری سڑکیں بھری ہوئی تھیں شہر کے باہر ڈھاک کے درختوں سے متصل حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور نواب محمد علی خان صاحبؓ تشریف فرما تھے۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں پہنچے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آپ سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔

آپ کے اعزاز میں پارٹی

14 فروری 1913ء کو احمدیہ سکول کے طلباء نے حضرت صاحبزادہ میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کی بخیر و عافیت حج سے واپس تشریف آوری کی خوشی میں ایک ٹی پارٹی دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی تشریف لائے۔ چند نظموں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ ’’بعض اشخاص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہم کو میاں صاحب کے تشریف لانے کی خوشی میں کیا کرنا چاہیے اور ہم آپ سے اس لئے دریافت کرتے ہیں کہ حضور جو کچھ بھی تجویز فرمائیں گے۔ وہ بہت ہی اعلیٰ و افضل ہوگا‘‘۔

اس سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ:

’’تمام لوگ نماز ظہر کے بعد صلوٰۃ الحاجۃ پڑھیں اور میاں صاحب کے لئے دعا فرمائیں۔‘‘

چنانچہ نماز ظہر کے بعد لوگ مسجد نور میں چلے گئے۔ جہاں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی اور میاں صاحب کے لئے دعا کی۔

محبت کے انداز

صرف دس سال کی عمر میں انجمن ہمدردانِ اسلام میں آپ نے تقریر فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ فرماتے ہیں: ’’تقریر کیا تھی علم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدینؓ کھڑے ہوئے اور آپ کی تقریر کی بے حد تعریف کی قوتِ بیان اور روانی کی داد دی۔ نکاتِ قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا، جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے نہایت اِکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آکر رخصت فرمایا‘‘۔ (الحکم ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۹)

وفات سے قبل اپنے فرزند میاں عبدالحیٔ کو بلایا اور جو باتیں کیں ان میں یہ بھی فرمایا: ’’......حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور خدا کا برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ مجھے ان سے اتنی محبت تھی کہ جتنی میں نے ان کی اولاد سے کی۔ تم سے نہیں کی......‘‘۔

محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے صاحبزادہ میاں عبدالحی صاحب مرحوم کو فرمایا ’’میاں تم سے ہمیں بہت محبت ہے۔ لیکن حضرت صاحب کی اولاد ہمیں تم سے بھی زیادہ پیاری ہے‘‘۔ اِس محبت کے سب سے زیادہ مورد حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب ہی ہوئے۔ اور اُس زمانہ کے واقعات اِس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کی آپؓ کے دل میں کتنی عزت تھی اِس کے بارہ میں محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے مکان کی بیٹھک میں بعد نماز فجر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کو روزانہ قرآن شریف کے دو تین رکوع ترجمہ کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے جن کو سننے کے لئے کافی لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے۔ عاجز بھی ان دنوں مدرسہ احمدیہ کا طالب علم تھا اور درس سننے کے لئے جایا کرتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لاتے اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ جاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب آپ کو دیکھتے تو جس گدیلے پر آپ بیٹھے ہوتے اس میں آدھا خالی کر کے فرماتے میاں آگے تشریف لائیے۔ اس پر حضرت میاں صاحب آپ کے اِرشاد کی تعمیل میں آپ کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کے دوسری طرف حضرت میاں بشیر احمد صاحب بیٹھا کرتے تھے ایک دن جب کہ حضور سورۃ النحل کا درس دے رہے تھے اور آیت ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا﴾ کا درس تھا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب سے کہا میاں! میں آپ کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ آپ اِس آیت کا مطلب بتائیں۔ اِس پر حضرت میاں صاحب نے آہستگی سے کچھ اس کی تشریح بیان فرمائی جسے سن کر حضرت خلیفہ اولؓ نے صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میاں محمود احمد صاحب تو پاس ہو گئے ہیں اب آپ کا امتحان باقی ہے۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کئی مرتبہ اپنے خطبات میں بیان فرمایا کہ بعض اوقات جب بیٹھے بیٹھے حضور کی طبیعت خراب ہو جاتی تو آپ فرماتے کہ اب احباب تشریف لے جائیں اس پر اکثر احباب چلے جاتے مگر چند دوست پھر بھی بیٹھے رہتے۔ حضور فرماتے۔ اب نمبردار بھی چلے جائیں۔ اس پر وہ لوگ بھی اُٹھ جاتے لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اٹھنے لگتے تو حضور فرماتے۔ میاں آپ مراد نہیں ہیں۔

مکرم مولانا ظہور حسین صاحب ہی کا بیان ہے کہ ’’ایک دن جب حضور درس دے چکے تو مجھے فرمایا کہ تم بیٹھے رہو۔ آپ نے ایک خط لکھا۔ اور سادہ لفافہ میں ڈال کر فرمایا کہ میاں محمود احمد صاحب کو دے آؤ۔ مَیں نے وہ خط لے لیا۔ جب میں مسجد مبارک کے نیچے مسقّف حصے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا میں پڑھ تو لوں کہ کیا لکھا ہے۔ جب میں نے پڑھا تو حیرانی کی حد نہ رہی کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت میاں صاحب کو اس طرح ادب اور محبت سے مخاطب کیا ہوا تھا جس طرح کسی بڑے بزرگ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مجھے اس وقت خیال آیا کہ اوہو! حضرت میاں صاحب کا اتنا بڑا مقام ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ بازار میں بعض احمدیوں کے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کر دے‘‘۔

لاہور کے ایک دوست شوق محمد صاحب عرائض نویس بیان کرتے ہیں کہ ’’1903ء میں مَیں قادیان میں بغرض تعلیم مقیم تھا۔ میں نے اپنے زمانہ قیام دارالامان میں متعدد بار دیکھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بچپن میں ہی چلتے وقت نہایت نیچی نظریں رکھا کرتے تھے۔ اور چونکہ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ عموماً رہتا تھا اس لئے کئی بار مَیں حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو خود اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھوں میں دوائی ڈالتے دیکھا۔ وہ دوائی ڈالتے وقت عموماً نہایت محبت اور شفقت سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے اور رخسار مبارک پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کرتے۔ ’’میاں تو بڑا ہی میاں آدمی ہے‘‘۔ ’’اے مولا! اے میرے قادرِ مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنا دے‘‘۔ بعض اوقات فرماتے: ’’اس کو سارے جہان کا امام بنا دے‘‘۔ مجھ کو حضور کا یہ فقرہ اس لئے چبھتا کہ آپ کسی اور کے لئے ایسی دعا نہیں کرتے صرف ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ چونکہ طبیعت میں شوخی تھی۔ اس لئے میں نے ایک روز کہہ ہی دیا آپ میاں صاحب کے لئے اس قدر عظیم الشان دعا کرتے ہیں، کسی اور کے لئے اس قسم کی دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ ’’اس نے تو امام ضرور بننا ہے۔ میں تو صرف حصولِ ثواب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ورنہ اس میں میری دعا کی ضرورت نہیں‘‘۔ میں یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا‘‘ (الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۳۸ء صفحہ ۳)

ایسا ہی ایک غیر احمدی دوست سید صادق علی شاہ صاحب گیلانی ریلوے سٹیشن پشاور شہر 1908ء سے لے کر 1911ء تک قادیان میں بغرض حصول تعلیم مقیم رہے۔ انہوں نے ایک دفعہ اس زمانہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ’’ایک دن جب مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ) گھوڑی سے گرنے کی چوٹ کی وجہ سے علیل تھے مگر کسی قدر اچھی حالت میں تھے تو ایک چھوٹے سے غالیچہ پر ایک پتلی سی رضائی یا لوئی لے کر تشریف رکھتے تھے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر اسی کمرے کی چٹائی پر ذرا دور جا بیٹھے۔ پتہ نہیں کس کام کے لئے وہاں گئے اور پھر وہیں چند منٹ بیٹھے رہے اور ان کی سابقہ مسند خالی تھی اور وہ رضائی یا لوئی حلقہ باندھے مسند پر پڑی تھی جس طرح آدمی فرش پر رضائی اوڑھ کر بیٹھا ہوا ہو اور پھر رضائی کو وہیں چھوڑ کر چلا جائے تو رضائی یا لوئی کا مسند پر حلقہ سا بن جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے ابھی کوئی اٹھ کر گیا ہے۔ فاصلہ پر تشریف فرما تھے اور خواجہ کمال الدین صاحب سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب آ گئے۔ تمام کمرہ میں صرف چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ صرف مولوی صاحب کی چھوٹے سے غالیچہ والی مسند تھی۔ مولوی صاحب نے میاں صاحب کو فرمایا کہ آپ وہاں میری جگہ پر بیٹھ جائیں۔ اس وقت میاں صاحب بالکل نوعمر تھے آپ خاموش رہے اور پاسِ ادب کی وجہ سے مولوی صاحب کی نشست پر نہ بیٹھے۔ مولوی صاحب نے پھر فرمایا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میاں وہاں بیٹھ جاؤ۔ پھر بھی میاں صاحب نے تامّل کیا۔ پھر مولوی صاحب نے سہ بارہ فرمایا اور ساتھ ہی خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی کہ میاں صاحب بیٹھ جاؤ۔ پھر میاں صاحب اس مسند پر بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب کے اصرار سے حاضرین پر خاص اثر ہوا اور انہوں نے یقین کر لیا مولوی صاحب انہیں اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں‘‘۔ یہ واقعہ 1911ء کا ہے۔

(الفضل ۲ مارچ ۱۹۳۸ء صفحہ ۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طبیعت ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر علیل تھی۔ آپ مسجد میں تو تشریف لے گئے مگر خطبہ کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کو ارشاد فرمایا۔ پھر اتوار کو حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ کے ہمراہ دس پندرہ دن کے لئے بغرض تبدیل آب و ہوا شملہ جانے کا پروگرام بنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے آپ کو رخصت کرتے وقت گلے لگایا اور پیار کیا اور فرمایا: ’’جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت سی برکتیں دے‘‘۔ (بدر ۱۱/۴ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’حضرت خلیفہ اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ احمدیت کی اشاعت اکنافِ عالم میں میاں صاحب کے زمانہ میں ہوگی‘‘۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے مصافحہ کیا تو آپؓ نے فرمایا: ’’میاں صاحب سے بھی مصافحہ کر لو۔ شاید ہمارے بعد اُن کے ہاتھ پر تمہیں بیعت کرنی پڑے‘‘۔

محترم قاضی رحمت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں اپنا ایک رؤیا لکھا جس پر آپؓ نے تحریر فرمایا: ’’میرے بعد میاں محمود احمد خلیفہ ہوں گے‘‘۔

۱۴؍جون ۱۹۱۲ء کو احمدیہ بلڈنگ لاہور میں فرمایا:

’’مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ اُن کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے......اور ایسا فرمانبردار ہے کہ تم میں سے ایک بھی نہیں‘‘

آپؓ کے فرزند میاں عبد الوہاب عمر لکھتے ہیں: ’’حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ محمود کی خواہ کوئی کتنی شکایتیں ہمارے پاس کرے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے جو اُن کو نظر نہیں آتی۔ یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا‘‘۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات کو بلند فرمائے اور اسلام کی عالمگیر اشاعت اور غلبہ کے لئے آپ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دئے ان کی بہترین جزا دے۔ اور ہم سب کو آپ کی پیروی میں مقبول خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔

بقیہ: دورہ سپین ازصفحہ نمبر 16

نے بلکہ اس جگہ کا انتخاب خدا تعالیٰ نے خود کیا ہے اور اپنا گھر بنانے کے لئے اس قطعہ زمین کو چنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا اور اس سرزمین پر اسلام اور احمدیت کا سورج طلوع ہونے کا دن چڑھے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک دورہ سپین کے دوران اسی الحمراء ہوٹل میں ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوا تھا۔ حضور انورؒ نے آنے والے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دئے تھے۔ آج اسی ہوٹل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے تھے۔ حضور انور نے دو بج کر چالیس منٹ پر ہوٹل کے ایک ہال میں جو نماز کے لئے تیار کیا گیا تھا نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد کھانا تناول فرمایا۔

چار بج کر بیس منٹ پر یہاں سے واپس پیدروآباد کے لئے روانگی ہوئی۔ چھ بجے حضور انور پیدروآباد پہنچے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دئے۔ سوا سات بجے حضور انور نے مسجد بشارت میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

6 جنوری 2005ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر مسجد بشارت میں پڑھائی۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ساڑھے بارہ بجے حضور انور مسجد بشارت کے گرد ونواح کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران سیر ایک کھیت میں کچھ دیر کے لئے رُکے جہاں مشین کے ذریعہ پیاز کے بیج زمین میں ڈالے جا رہے تھے۔ حضور انور نے وہاں کام کرنے والے ایک شخص سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ ڈاکٹر عطاءالٰہی منصور صاحب ساتھ ساتھ سپینش زبان سے اردو میں ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ سوا ایک بجے حضور انور سیر سے واپس تشریف لائے۔

ایک بجکر 20 منٹ پر حضور انور نے مسجد بشارت میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ اور رضا کاروں سے خطاب

ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے جلسہ سالانہ سپین کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور نے جلسہ گاہ، رہائش کے انتظامات، کھانا کھلانے کے انتظامات اور لنگر خانہ کا

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

معائنہ فرمایا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔

معائنہ کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ کے منتظمین اور معاونین سے خطاب فرمایا۔ یہ سب احباب جلسہ گاہ میں شعبہ وائز قطاروں میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے تشہد وتعوذ کے بعد فرمایا کہ آپ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو جلسے کی ڈیوٹی کے لئے پیش کیا ہے۔ یہ کوئی معمولی ڈیوٹی نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے لئے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اس لئے جس جس شعبے میں جس جس کی ڈیوٹی ہے اس کو ادا کرنے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا یہ جماعت چھوٹی سی ہے اس وقت شاید اڑھائی تین سو آپ کی تعداد ہے۔ لیکن باہر سے بھی بہت سارے مہمان اس دفعہ آگئے ہیں کہ یہاں میں خود اس جلسے میں شامل ہونے کیلئے آیا ہوں۔ اس لئے آپ کو سپین کی جماعت کی مہمان نوازی اور پھر باہر کے لوگوں کی مہمان نوازی بھی کرنی ہوگی اور جلسے کے دنوں میں کوئی علیحدہ انتظام ہر ایک کے لئے نہیں ہوتا اس لئے مہمان نوازی تو وہی ہوگی جو سپین میں رہنے والوں کے لئے ہے یا باہر کے رہنے والوں کے لئے ہے۔ لیکن پھر بھی بعض شعبہ جات ایسے ہیں مثلاً رہائش کا یا ٹرانسپورٹ کا شعبہ ہے شاید باہر کے مہمانوں کے لئے اس کی ضرورت پڑے گی اس کو فعّال ہونا چاہئے۔ کھانے کا جو شعبہ ہے، خوراک کا وہ تو ہر ایک کے لئے ایک جیسا ہی ہے۔ اس میں مہمان نوازی کی انتہاء ہونی چاہئے اور اگر کھانے کے دوران، ہوسکتا ہے کہ اس وقت آپ کے انتظامات کا اندازہ صحیح نہ ہو، کمی ہو جائے، تو بالکل اپنے حواس قابو میں رکھتے ہوئے جتنے بھی کام کرنے والے ہیں، لنگر خانے کے لوگ بھی، وہ ایسا انتظام رکھیں کہ اگر کھانے کی کمی ہو جاتی ہے تو فوری طور پر متبادل کھانا تھوڑے سے وقت میں تیار ہو سکے۔ اس کے لئے عموماً جماعت کا یہ طریق کار ہے کہ پانی ہر وقت ابلتا رہتا ہے اور جو سب سے جلدی پکنے والی چیز ہے وہ دال ہوتی ہے۔ اس کا انتظام رکھا جاتا ہے وہ رکھیں۔ کھانا پکانے والے وقت پر کام شروع کریں تا کھانے کا جو معیار ہے وہ صحیح ہو۔ یہ نہ ہو کہ جب کھانے کا وقت آیا ہے تو جلدی میں کچا پکا جیسا بھی کھانا ہو پیش کر دیا۔ پھر کھانے کھلانے والے معاونین ہیں، منتظمین ہیں ان کو چاہئے کہ ہر مہمان سے انتہائی ادب سے پیش آئیں اور جو مہمان نوازی کا حق ہے وہ ادا کرنے کی کوشش کریں اگر کوئی مہمان اعتراض بھی کرتا ہے تو برداشت کریں۔ ہوسکتا ہے آپ لوگوں کو بعض لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض سننے کی عادت نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا پھر یہ بھی ہے کہ چھوٹی جماعت ہے اس میں ایک دوسرے سے واقفیت زیادہ ہے اور اس واقفیت میں دوستی میں یا تعلق کے اظہار میں ہی بعض دفعہ مذاق میں کسی دوسرے سے کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں جس سے دوسرے کو برا لگتا ہے تو ان دنوں میں جب آپ نے مہمان نوازی کا حق ادا کرنا ہے تو ذاتی تعلق یا واقفیت کی بنا پر کسی سے بات نہیں کرنی جب وہ آپ کے پاس کسی کام کے لئے آیا ہے، کسی مقصد کے لئے آیا ہے، آپ سے کوئی سوال پوچھنے آیا ہے اُس شعبے کا جس میں آپ کام کر رہے ہیں تو پوری طرح اس کی تسلّی کروانی ہوگی۔ اسکو مطمئن کرنا ہوگا۔ یہ نہیں ہے کہ تم میرے دوست ہو تو جاؤ میں جواب نہیں دیتا یا تمہارے تعلقات ٹھیک نہیں تو مجھے کوئی ضرورت نہیں تم سے بات کرنے کی یا تمہاری اس طرح خدمت کرنے کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر ایک کو جس سے آپ کا تعلق ہے، جس سے آپ کا نہیں تعلق، جس سے کوئی رنجش ہے، جس سے دوستی ہے۔ کوئی مقامی رہنے والا ہے یا باہر کے ملکوں سے آنے والا ہے۔ اس سے آپ نے خندہ پیشانی سے اور حُسن سلوک کرتے ہوئے ملنا ہے۔ اور ان کی خدمت کرنی ہے۔ یہ ہر وقت ہر شخص کے ذہن میں ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا پھر بعض دفعہ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جو ڈیوٹی میرے سپرد ہے وہ کرنی ہے۔ اگر آپ سے کوئی سوال پوچھ لیتا ہے جس کا تعلق آپ کے شعبہ سے نہیں تو بعض دفعہ بڑے سخت لہجہ میں اس کو جواب دیتے ہیں کہ میرا شعبہ نہیں مجھے نہیں پتہ کیا کرنا ہے۔ آخر چھوٹی سی جگہ ہے اور ہر ایک ڈیوٹی دینے والا جانتا ہے کہ دوسرے شعبہ کا انچارج کون ہے، معاون کون ہے، منتظم کون ہے۔ یا اُس شعبہ کا دفتر کس جگہ ہے یا کہاں سے اس کی ضرورت پوری ہوسکتی ہے تو بڑے آرام سے، پیار سے اس کو سمجھا دیں کہ گو میرا شعبہ نہیں ہے۔ فلاں جگہ آپ چلے جائیں تو آپ کا کام ہو جائے گا۔ لیکن کسی بھی مہمان سے سختی سے پیش نہیں آنا۔

حضور انور نے فرمایا یہ دن آپ کی ٹریننگ کے دن ہیں خاص طور پر خیال رکھیں اگر ان دنوں میں آپ نے پوری طرح ٹریننگ کر لی اور ذاتی تعلق یا رنجشیں پس پشت ڈال کر ایک طرف رکھ کر صرف خدمت کے جذبہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے کام کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ آپ کے آئندہ اخلاق پر بھی اچھا اثر ڈالنے والی چیز ہوگی اور جلسے کی برکات میں آپ کو یہ زیادہ سے زیادہ حصہ دینے والی بنے گی اور اس طرح آپ لوگوں کی دعاؤں کے بھی وارث بنیں گے۔ اللہ سب کو اس خدمت کے جذبہ سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ معائنہ کے اس پروگرام کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

سپین کی پانچ جماعتوں غرناطہ، پیدروآباد، میڈرڈ، ویلنشیا اور بارسلونا کی 16 فیملیز کے 59 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ملاقات کرنے والوں میں ہالینڈ اور جرمنی سے آنے والے بعض احباب بھی شامل تھے۔ یہ ملاقاتیں ساڑھے سات بجے تک جاری رہیں۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد بشارت میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

7 جنوری 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد بشارت میں پڑھائی۔ آج جمعۃ المبارک کے دن جماعت احمدیہ سپین کے بیسویں جلسہ سالانہ کا آغاز تھا۔ ایک بج کر پچپن منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب سپین نے سپین کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب MTA پر LIVE نشر ہوئی۔

اس کے بعد حضور انور مسجد بشارت سے ملحقہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ MTA پر LIVE نشر ہوا اور اسی طرح خطبہ جمعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ سپین کے بیسویں جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔

آج کا دن جماعت احمدیہ سپین کے لئے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ سپین کا پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح بنفس نفیس شرکت فرما رہے ہیں اور پھر سپین کی سرزمین سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا خطبہ جمعہ اور پروگرام ہے جو MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں LIVE دکھایا جا رہا ہے۔ آج کے دن سرزمین سپین کو یہ دو سعادتیں حاصل ہوئی ہیں۔ الحمدللہ

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کے موضوع پر احباب جماعت کو قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک نمونوں کی مثالیں پیش کر کے مالی قربانی کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور وقف جدید کے 48 ویں سال کا اعلان فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زلزلہ سے متأثرہ علاقہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت ہونے والوں کاموں کا بھی ذکر فرمایا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں سے جو یہاں پر جلسہ سننے کے لئے آئے ہیں۔ آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جلسے میں شمولیت آپ لوگوں کیلئے پاک تبدیلی کا باعث ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دیں۔ اس ماحول میں پیار اور محبت سے ملیں۔ یہاں جماعت اتنی چھوٹی ہے کہ ذرا سی بھی کمزوری یا اچھائی فوراً پورے ماحول میں پھیل جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اگر کسی چیز کو پھیلانا ہے تو وہ نیکیوں کی، خیر کی، اچھی بات کی، پیار کی، محبت کی خوشبو پھیلانی ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ دعاؤں پر زور دینا ہے۔ یہ دو دن آپ کا جلسہ ہے اس میں دنیا داری کی بجائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے ماحول کو معطّر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نئے سال کی مبارکباد دیتے ہوئے حضور انور نے

فرمایا۔آج جنوری کی 7/تاریخ ہے سال نو کے حوالے سے بے انتہاء خطوط اور فیکسز مبارکباد کی مجھے مل رہی ہیں۔گزشتہ جمعہ 31/دسمبر کا تھا اس میں مبارکباد کہی جا سکتی تھی لیکن مجھے یاد نہیں رہا۔اللہ تعالیٰ تمام جماعت کو یہ سال ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس ملک کے لئے بھی اور دنیا کے ہر ملک کے لئے یہ سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے ممالک اور لوگوں کو پیار اور محبت سے رہنا سکھائے۔دل کی نفرتیں اور کدورتیں دور ہوں۔اللہ تعالیٰ ملکوں کے خلاف جنگوں اور ظلموں کو روکنے کے سامان پیدا فرمائے۔لوگوں کو لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ ہر آفت سے تمام انسانیت کو بچائے۔کیونکہ جس طرح آج کل کے حالات ہیں بڑی تیزی سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو آواز دے رہے ہیں۔اللہ رحم کرے اور سال برکتوں کا سال ہو نہ کہ عذاب کا سال۔ ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اخلاص اور وفا اور قربانی کے نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔خاص طور پر جب آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں سپین میں اپنی تعداد بڑھانے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

خطبہ جمعہ کے بعد تین بجے حضور انور نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور جلسہ کے لئے اور حضور انور کی ملاقات کے لئے آنے والے مہمان، مذہبی امور کے ڈائریکٹر MR.JOAQUIN MANTELON نے حضور انور سے ملاقات کی۔موصوف منسٹری آف جسٹس کے نمائندہ کے طور پر بھی تشریف لائے تھے۔پھر شام تک مشن ہاؤس میں ہی رہے۔

اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔سپین کی چار جماعتوں، ویلنسیا، بارسلونا، پیدروآباد اور میڈرڈ کی 22 فیملیز کے 92/افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ان ملاقات کرنے والوں میں پرتگال اور جرمنی سے آنے والے احباب و فیملیز بھی شامل تھیں۔ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔اس کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز مغرب وعشا جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور لنگر خانہ میں کھانے کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لے گئے اور ہدایات دیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

دارفور کا مسئلہ۔اصل حقیقت

محمد داؤد مجوکہ۔جرمنی

پچھلے کچھ عرصہ میں دارفور کا مسئلہ بار بار عالمی میڈیا میں اُٹھایا گیا ہے۔ اس معاملہ پر امریکہ نے بالخصوص اقوام متحدہ میں سوڈان کی حکومت پر پابندیاں عائد کرنے کی دھمکی بھی دی ہے۔اس کے مقابلہ پر سلامتی کونسل کے بعض اراکین کے دباؤ پر امریکہ اپنے مطالبات واپس لینے پر مجبور ہوا اور سوڈان پر کوئی پابندی عائد کروانے میں ناکام رہا۔اس جگہ اس معاملہ کے متعلق چند معلومات پیش خدمت ہیں۔

مسلمان پہلی صدی ہی میں سوڈان میں داخل ہونا شروع ہوگئے تھے لیکن خصوصیت کے ساتھ مصر کے مملوک خاندان کے دور میں مسلمان حکومت سوڈان میں وسیع ہوئی اور یہاں کی دو عیسائی حکومتوں کا خاتمہ ہوا جن کی جگہ دو اسلامی حکومتوں کا قیام عمل میں آیا۔ شمال اور مرکز میں فونج اور مغرب میں فور۔ آخر الذکر حکومت 1878 تک دارفور پر حاکم رہی۔1956 میں سوڈان کی آزادی کے بعد 1978 میں جنوبی سوڈان میں تیل دریافت ہوا۔ 1983 میں جنوب میں موجود عیسائیوں نے مسلح بغاوت کا آغاز کیا۔دارفور کا موجودہ مسئلہ جنوری 2004 میں شروع ہوا، گو کہ اس کی جڑیں پرانی ہیں۔

اس مسئلہ میں امریکہ کی موجودہ دلچسپی کا اصل مقصد کچھ اور ہے۔جیسا کہ میں پہلے ایک مضمون میں بتا چکا ہوں دنیا اس وقت تیزی کے ساتھ قدرتی وسائل پر قبضہ کی ایک نئی خود غرضانہ دوڑ میں ملوث ہوچکی ہے۔ اس دوڑ میں نہ صرف اپنے مفادات کا براہ راست حصول پیش نظر ہے بلکہ دوسروں کو کمزور رکھنا بھی اس کا حصہ ہے۔دارفور کے مسئلہ کے کچھ عرصہ سے منظر عام پر آنے کے پیچھے بھی یہی پالیسی کارفرما ہے۔امریکہ نہ صرف خود مشرق وسطیٰ کے قدرتی وسائل پر قابض ہونا چاہتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو ان سے حتی المقدور دور بھی رکھنا چاہتا ہے۔سوڈان یا دارفور کے معاملہ میں بھی کچھ یہی صورت حال درپیش ہے۔چین اپنی تیز رفتار اقتصادی ترقی کے باعث امریکہ کے مقابل پر ایک نئی طاقت بن کر ابھر رہا ہے۔چین کی طاقت نہ صرف اقتصادی بلکہ فوجی رنگ بھی رکھتی ہے۔ گو کہ چین ابھی براہ راست امریکہ کا مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا لیکن مستقبل میں اس بات کا امکان ضرور موجود ہے۔ چنانچہ امریکی اندازوں کے مطابق چین 2010 تک یعنی ۵ سال ہی میں برطانیہ اور جرمنی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے امریکہ اور جاپان کے بعد دنیا کی تیسری بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا۔ پس امریکہ کا چین کی جانب سے فکر مند ہونا کچھ اتنا بھی غیر حقیقی نہیں۔دوسری طرف چین بھی اپنی اس طاقت کا ادراک رکھتا ہے اور نہایت آہستگی سے لیکن مسلسل اپنی فوجی صلاحیت میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔چین کو اپنی غیر معمولی اقتصادی ترقی کے لئے غیر معمولی مقدار میں تیل اور گیس وغیرہ کی صورت میں توانائی کی ضرورت ہے۔نہ صرف ان اشیاء تک رسائی چین کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے بلکہ ان راستوں کی نگرانی اور حفاظت بھی نہایت ضروری ہے جن کے ذریعہ ان کی چین تک ترسیل ہوگی۔چنانچہ حال ہی میں چین نے شرق اوسط کے بالکل قریب پاکستان میں گوادر میں ایک بندر گاہ بنائی ہے۔ اس بندرگاہ کا مقصد شرق اوسط کے پاس چینی بحریہ کے جہازوں کو ایک اڈہ مہیا کرنا ہے جہاں سے وہ چینی تجارتی جہازوں کی حفاظت ونگرانی کر سکیں۔ اسی طرح مستقبل میں گوادر سے چین کے مغربی علاقہ سنکیانگ تک پائپ لائن بچھا کر تیل وگیس کی براہ راست ان علاقوں کو ترسیل کا موقع میسر آ سکتا ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں کیلومیٹر کا سفر کر کے پہلے تیل یا گیس کو چین کی مشرقی بندرگاہوں تک لے جانے اور پھر وہاں سے ہزارہا کیلومیٹر دور سنکیانگ لے جانے کی ضرورت ختم ہوجائے گی۔

شرق اوسط میں دوسرے بڑے ممالک تو ایک عرصہ سے امریکی قبضہ میں ہیں لیکن سوڈان ایک ایسا ملک تھا جہاں تیل کے بڑے ذخائر دریافت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف امریکہ نے کماحقہ توجہ نہیں دی تھی (سوڈان کی پیداوار صرف ۳ لاکھ بیرل یومیہ ہے)۔چین نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر سوڈان کے ساتھ متعدد معاہدے کر لئے جن میں سوڈان میں تیل کے ذخائر کی تلاش (China National Petroleum Coorporation)، اس تیل کے سوڈان کی بندرگاہوں تک ترسیل کے لئے 1400 کیلومیٹر لمبی پائپ لائین کا بچھانا، تیل کی برآمد کے لئے سوڈان میں بندرگاہوں کا بنانا وغیرہ سب شامل ہیں۔سوڈان کی تیل کی پیداوار کے متعلق اندازہ ہے کہ 2007ء تک آٹھ لاکھ بیرل یومیہ تک پہنچ جائے گی اور اس طرح یہ پیداوار انڈونیشیا، قطر اور عمان وغیرہ کے برابر ہوجائے گی۔یاد رہے کہ تیل کے ان نئے ذخائر کا ایک حصہ دارفور کے علاقہ میں واقع ہے۔اس وقت بھی چین سوڈانی تیل کا سب سے بڑا خریدار ہے (Daily Star 17 August 2004)۔ اس کے علاوہ چین نے ایران، عمان، اور لیبیا میں بھی تیل کے تعلق میں معاہدات کئے ہیں اور بعض کمپنیوں کو خریدا ہے یا ان میں حصص خریدے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب امریکہ نے دارفور کی آڑ میں سوڈان پر اقتصادی پابندیوں کی بات کی، جن کے نتیجہ میں چینی کمپنیاں لازماً سوڈان میں کام کرنے سے روک دی جاتی تھیں، تو چین اور اس کے حمایتی پاکستان نے، جو اس وقت سلامتی کونسل کا رکن تھا، اس کی صاف مخالفت کی۔چین نے تو ایسی کسی قرارداد کو ویٹو کرنے کی بھی دھمکی دے ڈالی۔چنانچہ امریکہ اپنے مسودے میں تبدیلی کرنے پر مجبور ہوگیا۔اس کے مقابلہ پر کئی امریکی تھنک ٹینک اپنی حکومت کو دارفور کی حفاظت کے لئے سوڈان میں اپنی فوجیں اتارنے کا مشورہ دیتے رہے ہیں۔
(*Foreign Policy in Focus, 4 Aug 2004* اور *Wall Street Journal 28 July 2004*)۔

عجیب بات ہے کہ سوڈان میں یہ مسئلہ ایک لمبے عرصہ سے موجود ہے لیکن امریکہ کو کبھی اس کا خیال نہیں آیا۔ نہ صرف یہ بلکہ امریکہ نے اس دوران سوڈان کو دہشت گرد ممالک کی فہرست سے نکال دیا اور کلنٹن نے سوڈان پر جو پابندیاں لگائی تھیں وہ بھی اُٹھا لی گئیں (East African Standard 11 July 2004)۔(یہ پابندیاں ستمبر 2001ء کے حملہ کے بعد امریکہ نے دوبارہ لگائیں)۔لگتا ہے جب پھر بھی بات نہیں بنی تو فوج کشی کا منصوبہ بنایا گیا۔

❁❁❁❁❁❁

Dubai Freehold

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ فروری ۲۰۰۴ء میں حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت طیبہ کے تعلق میں مختلف واقعات شامل اشاعت ہیں۔

آپؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ جب حضرت مصلح موعودؓ پیدا ہونے کو تھے تو ایام حمل میں مَیں نے دیکھا کہ میری شادی مرزا نظام الدین سے ہورہی ہے۔ اس خواب کا میرے دل پر مرزا نظام الدین کے اشد مخالف ہونے کی وجہ سے بہت برا اثر پڑا۔ میں تین روز تک برابر مغموم اور اکثر روتی رہی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت اصرار پر میں نے ڈرتے ڈرتے یہ خواب بیان کیا تو آپؑ بے حد خوش ہوگئے اور فرمایا اتنا مبارک خواب ...... تمہارے ہاں لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا۔

مَیں نے بچپن میں خواب دیکھا کہ ہمارے صحن کا کنواں لبالب پانی سے بھرا ہے اور ایک نوجوان نوعمر (جو پشت سے حضرت مصلح موعودؓ ہی معلوم ہوتے تھے) تیز تیز اس کنواں کے گرد گھوم رہا ہے۔ اور اس کی زبان پر اونچی آواز سے الفاظ جاری ہیں: اِنِّیْ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (یقیناً مَیں ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔)

آنکھ کھلی تو میرے بڑے بھائی صاحب کا سر شانوں تک میرے تکیہ پر تھا پہلے تو میں دیکھتی رہی۔ مگر جب وہ کیفیت دُور ہوگئی تو ڈر کر حضرت مسیح موعودؑ کو پکارا اور کہا میں نے اس طرح دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کشف تھا، ڈرو نہیں بہت مبارک خواب اور کشف ہے۔

بچوں کی پیدائش پر حضورؓ خود اذان دیتے تھے، عقیقہ پر علاوہ بکرے کے، احباب کی دعوت بھی کرتے تھے کیونکہ آپ اپنی اولاد کو نشان سمجھتے تھے۔ چلہّ میں خادماؤں اور معتبر عورتوں کا پہرہ ضرور ہوتا تھا۔ جن کے جاگتے رہنے کا آپ خیال رکھتے تھے۔ چائے اور موسم کے مطابق اُن کیلئے کھانے کو مٹھائی وغیرہ رکھی جاتی۔ آپ رات کو بھی دو تین دفعہ تشریف لاتے اور سب کو جاگنے کی تاکید فرماتے۔

اپنے گھر میں بسم اللہ وغیرہ کی کوئی تقریب میں نے نہیں سنی، نہ دیکھی۔ آمین بے شک ہم سب کی ہوئی اور بہت دھوم سے ہوئی۔

حضورؓ کو اکثر آشوب چشم بھی ہو جاتا۔ کمزوری سے حرارت بھی ہو جاتی۔ قوی بدن نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھائی کیلئے کبھی بھی نہیں کہا کہ محنت کرو وغیرہ۔ مگر ابتداء سے اپنی دینی کتب قرآن مجید حدیث اور دیگر مذاہب کی کتابیں اور اس کے علاوہ کہانی قصے بھی پڑھ لیتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی انگریزی ابتدائی کتابیں اور الف لیلہ بھی۔ مجھے بھی چھوٹی چھوٹی کہانیاں الف لیلہ کی بھی سنادیتے تھے۔ دیوان غالب وغیرہ اور آپ کے استاد جن سے کچھ عرصہ شاعری میں اصلاح لی تھی، جلال لکھنوی کے دیوان بھی آپ کے پاس تھے۔ آپ گھر میں کھیلتے بھی تھے۔ اکثر گیند بَلاّ وغیرہ اور اس کے علاوہ گھر کے باہر آپ کے مشاغل غلیل سے نشانہ بازی، کشتی چلانا، تیرنا وغیرہ تھا۔ مٹّی کے غلے بنانے میں ہم سب شریک ہو جاتے۔ مگر گھر میں نہیں چلاتے تھے۔ ذرا بڑے ہوئے تو سواری سیکھی اور گھوڑے کی سواری کو بہت پسند کرتے تھے۔

آپؓ ہم بچوں سے بہت پیار کرنے والے، بے حد خیال رکھنے والے تھے۔ مجھ سے تو خاص طور پر محبت کی، بہت ناز اٹھائے۔ کبھی خفا ہونا یاد میں نہیں۔ ایک بار لڑکیوں کے ساتھ کوئی تالی بجانے والا کھیل کھیل رہی تھی۔ میں بھی بجانے لگی تو مجھے کہا کھیلو مگر تم نہ کبھی تالی بجانا، یہ لوگ بجایا کریں۔

منجھلے بھائی صاحب سے تو اکثر لمبی باتیں کرتے مگر ہروقت اچھے موضوع پر میرے بھائی اور ماموں مل کر باتیں کرتے تھے۔ کبھی فضول بات میں نے نہیں سنی۔ مجھ سے بچپن سے بے تکلف رہے۔ ہر بات مجھ سے کر لیتے اور میں ہر بات جو نئی سنی یا سمجھ سے باہر ہوئی ان سے پوچھتی میری کھل کر بات حضرت مسیح موعودؑ سے ہوتی تھی یا بڑے بھائی سے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی جانتے تھے کہ ہم دونوں کا آپس میں زیادہ پیار اور بے تکلفی ہے اور آپ نے تین چار بار مجھے کہا کہ محمود کچھ چُپ چُپ ہے۔ یہ کبھی اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتا، تم پوچھو تو سہی کہ کیا چاہئے۔ میں نے پوچھا اور آپ نے بتادیا۔ ایک بار بخاری کی سب جلدیں منگانے کے لئے کہا تھا۔ ایک بار ''سول اخبار'' جاری کروانے کو۔

ہم لوگ لڑتے نہیں تھے۔ مبارک احمد اور میں چھوٹے تھے۔ تینوں بھائیوں نے کبھی کچھ نہیں کہا۔ آپس میں منجھلے بھائی چھوٹے بھائی کبھی تکیوں سے لڑائی کیا کرتے تھے یا چھوٹے بھائی کو منجھلے بھائی صاحب چڑاتے تھے۔ وہ چڑتے مگر اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔ نہ مارنہ کٹائی۔ ایک بار کوٹلہ چھپائی کھیلتے ہوئے چھوٹے بھائی نے مبارک کی پیٹھ پر کوڑا زور سے ماردیا۔ وہ نازک سا بچہ رونے لگا۔ مجھے آج تک افسوس ہے کہ مَیں نے پکار کر حضرت مسیح موعودؑ کو کہا کہ مبارک کو چھوٹے بھائی نے زور سے کوڑا ماردیا تو آپ چھوٹے بھائی پر بہت خفا ہوئے تھے۔ اصل میں ہم دونوں آپس میں بہت مانوس تھے (مبارک اور مَیں) حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دونوں بہت ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں، دراصل نام ایک ہے صرف ''ہ'' کا ہی فرق ہے۔ مگر میں نے بڑے بھائی کو حضرت مسیح موعودؑ کی مانند محبت کرنے والا پایا۔ ذرا بڑے ہوکر یہ محبت ایک دوستی کا رنگ بھی اختیار کرگئی۔ میری شادی کے بعد قریباً روزانہ دارالسلام کا پھیرا ہوتا تھا۔ سفر پر جاتے تو سخت تاکید کرتے کہ میرے ساتھ چلو۔

حضرت اماں جانؓ سے بچپن سے ہم بہت مانوس تھے اور آپ کی عزت اور محبت، ہر وقت آپ کے آرام کا خیال حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد بہت بڑھ گیا۔ ایک بار اماں جان بیمار ہوئیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے مجھے الگ لے جاکر کہا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں اور تم بھی کرو اور کرتی رہو کہ اب اماں جان کو ہم میں سے خداتعالیٰ کسی کا غم نہ دکھائے اور اماں جان کی زندگی میں برکت بخشے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جانؓ سے مبارک کی وفات سے پہلے فرمایا تھا کہ تین امتحان تمہارے ہوں گے۔ حضورؑ کی وفات کے وقت آپؓ نے فرمایا کہ دو امتحان ہوچکے، ایک باقی ہے۔ جب پارٹیشن ہوئی تو قادیان چھوڑنا پڑا اس وقت اماں جانؓ کی تڑپ اور صدمہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ تیسرا امتحان یہ تھا۔

حضرت بڑے بھائی صاحب جب پاس آتے تو کہتی تھیں میاں دیکھو مجھے قادیان ضرور پہنچانا بہشتی مقبرہ میں بڑے بھائی صاحب کی آنکھیں تر ہو جاتیں اور کمرہ سے نکل جاتے یہ حالت یہ تڑپ دیکھ کر۔

حضورؓ اپنے بہن بھائیوں کی دلداری تو کرتے ہی تھے بہن بھائیوں کی اولاد سے بہت پیار اور محبت کا ہمیشہ سلوک کیا۔ حضرت اماں جانؓ کے دہلی والے عزیزوں کا بھی خاص خیال رکھتے۔ اور بہت ان کی خاطرداری فرماتے۔

رجحان طبع اصل تو دین تھا جس کی دھن تھی کہ اسلام احمدیت تمام عالم میں پھیلے۔ ہر احمدی کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے تھے اور یہ بھی تڑپ کہ جو خلافت سے الگ ہوچکے تھے، ان کی اصلاح ہو۔ آپ نے تمام بیٹے اپنی جانب سے وقف صدقِ دل سے کئے اور یہ خواہش تھی کہ لڑکیاں بھی واقفین زندگی کو دوں۔ سندھ کے ذکر پر ایک دفعہ مجھے کہا کہ میں نے زمین خریدنے اور جائیداد کو ترقی دینے کا اب جو کام شروع کیا ہے یہ اپنے لئے نہیں بلکہ میری نیت یہ ہے کہ زمانہ بدل رہا ہے۔ رہائش کے سٹینڈرڈ بدل رہے ہیں۔ گرانی دن بدن زیادہ ہوتی نظر آتی ہے۔ میں نے چونکہ سب لڑکوں کو وقف کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی تنگی ان کے دل میں دنیا کی رغبت پیدا کرے اور ان میں سے کوئی بھی یہ نہ سوچے کہ ہمیں تنگی میں ڈال دیا ہے۔ ان کی اوسط درجہ کی خوشحال زندگی ان کو حاصل رہے۔ یہ کبھی لوگوں کو دیکھ کر اپنے آپ کو مقابلۃً تنگ دست محسوس کرکے خدانہ کرے ابتلاء میں پڑجائیں۔

پہلے شادی شدہ بچوں کو بھی آپؓ نے محض اتنا خرچ دیا کہ مشکل سے گزارا ہوسکے۔ جب آزمالیا کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر حال میں شکرگزار ہیں تو اخراجات بڑھاتے رہے اور زچگی بیماریوں وغیرہ پر اخراجات بھی امداداً خود کئے۔ اور دیگر کوئی کام کرنے کی بھی بہت دیر کے بعد اس شرط سے اجازت دی تھی کہ سلسلہ کے کاموں پر ذرا بھی اثرانداز نہ ہو۔

میری لڑکی منصورہ بیگم سے بھی بچپن میں بہت محبت کی۔ بہت شفقت فرماتے تھے۔ 1941ء یا 42ء میں وہ بیمار ہوئی تو بغرض علاج دہلی بھیجا اور تمام خرچ اٹھایا۔ لمبا علاج چلا۔ منصورہ بیگم کو بہت احساس تھا کہ ماموں جان پر بہت بوجھ میری وجہ سے پڑرہا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ آپ پر اتنا خرچ میری وجہ سے پڑھ رہا ہے۔ مجھے شرم آتی ہے۔ تو ان کو لکھا تھا کہ تمہاری جان سے زیادہ مجھے روپیہ عزیز نہیں، تم ہزاروں کا لکھتی ہو، اگر ایک لاکھ بھی علاج پر خرچ ہو جائے تمہاری صحت کی خاطر تو مجھے پرواہ نہیں۔

ایک شفیق مگر دوراندیش باپ تھے۔ لڑکوں پر کڑی نظر رکھتے (لڑکیوں پر بظاہر نرمی)۔

عزیزم ناصر احمد کو پہلے قرآن مجید حفظ کرایا گیا، دوسری تعلیم برائے نام ساتھ ساتھ چلتی تھی۔ ایک دن حضرت اماں جانؓ کے پاس محمد احمد، منصور احمد اور ناصر تینوں بیٹھے تھے، میں بھی تھی۔ بچوں نے بات کی شاید حساب یا انگریزی ناصر احمد کو نہیں آتا، ہمیں زیادہ آتا ہے۔ اتنے میں حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ ''میاں قرآن شریف تو ضرور حفظ کرواؤ مگر دوسری پڑھائی کا بھی انتظام ساتھ ساتھ ہو جائے کہیں ناصر دوسرے بچوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ مجھے یہ فکر ہے''۔ اس پر آپؓ مسکرائے اور فرمایا: اماں جان آپ اس کا فکر بالکل نہ کریں۔ ایک دن سب سے آگے ہوگا۔

حضورؓ کا رات کو بہت دیر تک کام کرنا، پھر سونا، پھر ذرا دیر بعد تہجد کیلئے اٹھنا گویا رات جاگ کر ہی گزرتی۔ اسلئے بعد نماز صبح سونے کی عادت تھی۔

مالیر کوٹلہ میں رہائش کا زمانہ 1923ء سے لے کر 1943ء تک میرا بہت لمبا رہا۔ چند روز کے لئے قادیان آتی تو آپؓ بہت خیال رکھتے تھے۔ کبھی کوئی خاص کھانا پکواتے، کبھی پھل لاکر خود کھلاتے۔ رات کو گرمی میں کام کرتے کرتے اٹھ کر اماں جان کے صحن میں آتے۔ کوئی پھل ٹھنڈا آلو بخارا، آڑو وغیرہ خود بھی کھاتے اور مجھے بھی دیتے۔ عطر اور خوشبو آپ کو پسند تھی۔ اکثر سامان منگوا کر خود تیار کرتے۔ جب میں آتی خاص نمونے تیار کرتے۔ اتنا عطر مجھے دیا ہے کہ اس وقت منگوانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ میرے میاں کی وفات کو 5 - 7 روز گزرے تھے۔ آپ آئے اور حسبِ عادت جلدی سے عطر کی شیشی کھول کر مجھے لگایا۔ حضرت اماں جان گھبرا کر بولیں میاں! عطر لگانا ان دنوں میں ٹھیک نہیں (بوجہ ایام عدت)۔ جس طرح انہوں نے مجھے دیکھا اور پشت پھیر کر جلدی سے کمرہ سے باہر نکل گئے وہ درد بھری نگاہیں میں بھول نہیں سکتی۔

میرا پیارا بھائی اپنے رتبہ اور مقام اور قربِ الٰہی کی وجہ سے تو تھا ہی ایک بندہ خاص۔ مگر بھائی ہونے کے لحاظ سے بھی وہ ایک بیش بہا ہیرا تھا۔ جس کا بدل نہیں۔

لطائف سنایا کرتے۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ اور کاموں سے تھک ہار کر یہی دل بہلاوا تھا۔ یہ مجھ سے ایک چھیڑ تھی۔ مذاق بھی کہ آدھا لطیفہ یا ایک مصرعہ شعر کا سنا کر فرماتے آگے میں بھول گیا مجھے آدھی بات سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ مذاق میرے ساتھ ہمیشہ رہا پھر ذرا چڑا کر سنادیتے تھے۔

ایک دوبار بے تکلفی میں (گستاخی مطلب نہ تھا) میں نے آپ کے اشعار میں سے ایک دو مصرعوں کا ردّوبدل کردیا کہ یوں ہوتا تو اچھا ہوتا۔ ذرا بُرا نہیں مانا۔

وہ عاشقِ ربِّ کریم تھے۔ توحید کو مضبوطی سے پکڑنے والے، ان کی زندگی ان کی موت سب کچھ اپنے مولیٰ کے لئے تھا۔ غلط کاموں پر اکثر جھنجھلا جاتے مگر فوراً نرم پڑجاتے۔ ان کا غصہ تادیبی رنگ رکھتا تھا۔ ''دل کا حلیم'' اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمادیا تھا۔ ہمیشہ خداتعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تا ابد فرماتا چلا جائے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

18th February 2005 – 24th February 2005

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 18th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Children's Class with Hazoor. Recorded on 28th February 2004.
02:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.102. Recorded on 10th January 1997.
03:05 MTA Sports. A kabadde final match between Tahir block and Rehmat block.
03:50 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:35 Children's Class [R]
05:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 464, recorded on 13th July 2000.
08:05 Siraikhee Service. No. 3.
08:45 Bengali Mulaqa'at. A Q/A session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at with Bangla speaking guests. Recorded on 9th November 1999.
09:50 Indonesian Service
10:55 Children's Class [R]
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon: Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:20 Dars-e-Hadith [R]
14:45 Bengali Mulaqa'at [R]
15:45 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 Interview with Chaudhry Mohammad Ali.
18:30 Urdu Mulaqa'at: Session 102. [R]`
19:55 Liqaa Ma'al Arab: Session 464 [R]
21:00 Yassarnal Qur'an
21:40 Friday Sermon [R]
22:45 Urdu Mulaqa'at: Session 102 [R]`

Saturday 19th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat , Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 18th February 2005.
02:25 Quiz Anwar-ul-Aloom.
02:55 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV.
03:55 Kehkashaan
04:25 Moshaairah: An evening of Poetry.
05:25 MTA Variety: Presentation of MTA Studios Australia.
06:10 Tilaawat, Darse Hadith & MTA News
07:10 Liqaa Ma'al Arab: Question and Answer session in Arabic & English with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 466, recorded on 10th August 2000.
08:10 French Service: Various Programmes in French language.
09:05 Question and Answer Session [R]
10:05 Indonesian Service: variety of programmes
10:55 Friday Sermon [R]
12:05 Tilawaat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Intikhab-e-Sukhan: A live Nazm request programme
15:30 Children's class with Hazoor. Recorded on 19th February 2005.
16:30 Moshaairah: An evening of Poetry. [R]
17:40 Kehkashaan [R]
18:05 Ashab-e-Ahmad
18:40 Question & Answer Session [R]
19:55 Liqaa Ma'al Arab: Session 466 [R]
20:55 Children's Class with Hazoor [R]
21:55 Moshaairah [R]
22:55 Question & Answer Session [R]

Sunday 20th February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
01:05 Children's class with Hazoor. Recorded on 19th February 2005.
02:05 Children's corner
02:25 Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Recorded on 1st February 1985.
03:55 Piyaare Mehdi Ki Piyaare Baatein.
04:25 MTA Variety
04:55 Children's class with Hazoor. Recorded on 19th February 2005. [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News.
07:10 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 467, recorded on 17th August 2000.
08:20 Spanish Service. Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad. Recorded on 2nd January 2004.
09:20 Question and Answer Session [R]
10:55 Indonesian Service
12:00 Tilawaat & MTA News
12:45 Repeat of Intikhab-e-Sukhan. Recorded on 19th February 2005.
14:15 Bangla Shomprochar
15:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 18th February 2005.
16:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) with Hazoor. Recorded on 20th February 2005.
17:30 MTA Variety [R]
18:00 Question and Answer Session [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 467 [R]
20:40 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) [R]
21:40 Children's corner [R]
22:05 Exhibiton [R]
22:30 Question and Answer Session [R]

Monday 21st February 2005

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50 Children's Class with Hazoor. Recorded on 19th February 2005.
02:00 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV. Recorded on 2nd February 1985.
03:30 Ilmi Khutabaat: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV on 12th November 1982 in Rabwah, Pakistan.
04:20 Quiz: Ruhaani Khazaa'en
04:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 13th February 2004.
06:00 Tilawaat, Dars-e-Hadith & MTA News [R]
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 468, recorded on 7th September 2000.
08:05 Learning Chinese with Muhammad Osman Chou. Class no. 414.
08:40 Rencontre Avec Les Francophones: a weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV. Session 98, recorded on 28th February 2000.
09:45 Indonesian Service: variety of programmes.
10:45 Children's Class with Hazoor. [R]
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News
12:55 Children's Corner [R]
13:30 Medical Matters: A discussion on the Body's Infections by Dr Aysha Khan.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Rencontre Avec Les Francophones: [R]
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Quiz Ruhaani Khazaa'en [R]
18:00 Question and Answer Session [R]
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 468 [R]
20:20 Children's Class with Hazoor. [R]
21:20 Ilmi Khutabaat [R]
22:10 Question and Answer Session [R]
23:20 Medical Matters [R]

Tuesday 22nd February 2005

00:05 Tilaawat, Dars, MTA News
01:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 13th February 2004.
02:00 Waaqifeen-e-Nau programme.
02:40 Question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 8th February 1985.
03:40 Rahe Hedayat. A discussion on the truth of Hadhrat Masih Maud (as). Programme no.4.
04:20 Lajna Magazine
05:00 Friday Sermon [R]
06:05 Tilaawat, Dars & MTA News
07:15 Liqaa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) & Arabic speaking guests. Session 469, recorded on 14th September 2000.
08:30 Sindhi Service. A talk about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Jamaat.
08:50 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no.103 . Recorded on 14th February 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Rahe Hadayat [R]
11:30 MTA Travel. Travel programme: Along the Thames.
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Seerat-un-Nabi (saw). An Urdu speech on the topic of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Urdu Mulaqaat. [R]
16:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 20th February 2005.
17:00 Lajna Magazine [R]
17:45 Question and Answer session [R]
18:50 Raahe Hedayat. [R]
19:35 Liqa Ma'al Arab: Session 469 [R]
20:40 Waaqifeen-ne-Nau
21:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
22:20 Lajna Magazine [R]
22:55 Question and answer session [R]

Wednesday 23rd February 2005

00:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, MTA News
00:50 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor recorded on 25th September 2004.
01:50 From the Archives. Friday sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir, Khalifatul Masih IV on 11th January 1985. Topic: the persecution of Ahmadi Muslims.
02:45 Guldastah
03:20 Question & Answer Session: English Q/A with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th February 1985.
04:30 Hamaari Kaa'enaat
05:00 Speeches from Jalsa Salana: A speech about the Millennium scheme and the exemplary conduct of the Ahmadiyya Muslim Community. Recorded on 24th August 2001.
05:35 MTA Variety
06:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: a regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session 470, recorded on 21st September 2000.
07:55 Swahili Service. Including Dars-e-Hadith.
09:05 Documentary: a short boat trip on the Everglades
09:20 From the Archives [R]
10:20 Indonesian Service
11:25 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the life and teachings of the Holy Prophet (saw).
12:00 Tilawaat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:55 Speeches from Jalsa Salana [R]
13:20 Hamaari Kaa'enaat
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 MTA Variety [R]
15:20 From the Archives [R]
16:10 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
17:15 Guldastah [R]
17:55 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
18:25 Question and Answer Session [R]
19:45 Liqaa Ma'al Arab: Session 470 [R]
20:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau with Hazoor.[R]
22:00 From the Archives [R]
22:50 Jalsa Speeches [R]
23:25 Hamaari Kaa'enaat [R]

Thursday 24th February 2005

00:05 Tilaawat, Ansar Sultan Al Qalm, MTA News.
01:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 18th February 2005.
02:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) with Hazoor. Recorded on 29th February 2004.
03:05 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV and English speaking guests. Session no.103. recorded on 30th March 1997.
04:20 Al Maidah
04:50 Moshaairah: an evening of poetry.
06:00 Tilawaat & MTA News
06:55 Liqaa Ma'al Arab: A regular sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with Arabic speaking guests. Session 471, recorded on 28th September 2000.
08:00 Pushto Muzakarah
08:45 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanations of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class No. 85. Recorded on 11th October 1995.
09:50 Indonesian Service
10:55 Moshaairah [R]
12:05 Tilawaat & MTA News
12:50 Al Maaidah [R]
13:15 Bengali Service.
14:20 Tarjamatul Qur'an Class No. 85 [R]
15:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
16:25 English Mulaqa'at: Session 103 [R]
17:50 Moshaairah [R]
19:00 Al Maidah
19:30 Liqaa Ma'al Arab: Session 471 [R]
20:35 Friday sermon [R]
21:35 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) [R]
22:40 Tarjamatul Qur'an Class No. 85 [R]

Please note MTA2 will be showing French service, German service & Arabic service at 16:00GMT, 17:00GMT & 18:00GMT.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday February 18 , 2005 Issue No. 07

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سپین میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

الحمراء غرناطہ کا وزٹ، جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور کارکنان سے خطاب، فیملی ملاقاتیں۔

جماعت احمدیہ سپین کے بیسویں جلسہ سالانہ میں پہلی بار خلیفۃ المسیح کی بنفس نفیس شمولیت اور خطاب۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

5 رجنوری2005ء بروز بدھ:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت میں پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق غرناطہ شہر کے لئے روانگی تھی۔ صبح ساڑھے نو بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ اس کے بعد غرناطہ شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ غرناطہ میں الحمراء محل دیکھنے کا پروگرام تھا۔ پیدرو آباد سے غرناطہ کا فاصلہ 180 کلومیٹر ہے۔ یہ شہر تاریخی مقامات کی وجہ سے مشہور ہے۔ مسلمانوں کی حکومت یہیں سے ختم ہوئی تھی۔

دوران سفر گیارہ بجے کے قریب راستہ میں Hotel Lanava میں کچھ دیر کے لئے رکے۔ اس کے بعد آگے روانگی ہوئی۔ اور ساڑھے گیارہ بجے غرناطہ شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر بھی مسلمانوں کا مرکز رہا ہے اور اس کے در و دیوار اور اس کے گلی کوچے مسلمانوں کے عظیم الشان دور حکومت کی یادیں آج بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

حضور انور کے الحمراء محل کے وزٹ کے لئے متعلقہ محکمہ سے مل کر جماعت نے خصوصی انتظام کیا تھا۔ حضور انور اور وفد کی گاڑیوں کو خصوصی طور پر محل کے قریب جانے کی اجازت دی گئی جب کہ عام گاڑیاں باہر دور پارکنگ تک آتی ہیں۔ اس سے آگے آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جب حضور انور کی گاڑی محل کے قریب پہنچی تو محل کے ایک منتظم نے حضور انور کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور حضور انور کو محل کے اندر لے گئے۔ جو خصوصی مہمان محل کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں ان کی خدمت میں محل کی وزیٹر بک پیش کی جاتی ہے۔ حضور انور کی خدمت میں بھی انتظامیہ کی طرف سے یہ وزیٹر بک پیش کی گئی جس پر حضور انور نے اپنے دستخط فرمائے اور اپنا نام اور ہیڈ آف احمدیہ کمیونٹی لکھا:

Mirza Masroor Ahmad

Head of Ahmadiyya Muslim Community

اس کے بعد ایک منتظم نے آفیشل طور پر حضور انور کو ساتھ لے جا کر سارے محل کا وزٹ کروایا اور ساتھ ساتھ مختلف مقامات اور محل کی تزئین و آرائش کی تاریخ بھی بیان کی۔ الحمراء محل وسیع و عریض ہے اور کئی چھوٹے بڑے کمروں، ہال اور آرائشی محرابوں پر مشتمل ہے۔ نقش و نگاری اتنی زیادہ اور اتنی باریکی سے کی گئی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ محل کی چھتوں کی جو ڈیزائننگ اور نقش و نگاری ہے وہ قابل دید اور لاثانی ہے۔

سارے محل میں جگہ جگہ اَلْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ، اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ، اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ، لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ ماربل کی ٹائلز میں نقش کیا گیا ہے۔ سارے محل اور کمروں کی دیواریں اس سے بھری ہوئی ہیں۔

جب حضور انور نے الحمراء محل کا وزٹ فرمایا تو اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ٹورسٹ بھی اس محل کو دیکھ رہے تھے۔ حضور انور کا مبارک وجود ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہ لوگ حضور انور کی تصاویر کھینچ رہے تھے اور اپنے مووی کیمروں سے بھی حضور انور کی تصاویر بنا رہے تھے۔ بعض کو موقع نہیں ملتا تھا تو وہ مسلسل پیچھے پیچھے آتے آخر کہیں نہ کہیں حضور انور کی تصویر لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ یہ لوگ حضور انور کے بارہ میں دریافت کرتے۔ مقامی خدام ان کو بتاتے اور مسجد بشارت کے وزٹنگ کارڈ بھی دیتے۔

'الحمراء محل' کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ سپین کی فتح کے بعد 714ء میں مختلف حکمرانوں نے اپنے اپنے دور میں بہت ساری عظیم عمارتیں بنائیں۔ آخری دور حکومت میں مسلمانوں نے غرناطہ میں ایک عظیم محل بنایا۔ اس محل کی تعمیر کے لئے سبیکا کی پہاڑیوں پر ایک بہترین جگہ کا انتخاب کیا گیا جہاں سے دارالحکومت اور اردگرد کے علاقوں پر بھی نظر رکھی جا سکتی تھی۔

تیرھویں صدی کے شروع میں، گیارھویں صدی اور اس کے بعد کی بننے والی چھوٹی چھوٹی عمارتیں آہستہ آہستہ دیواروں والے بڑے محلّوں اور عدالتوں میں تبدیل ہوتی گئیں۔ الحمراء بھی ایک دم سے اور باقاعدہ منصوبے کے تحت بننے والی عمارتوں میں سے نہیں ہے بلکہ یہ پرانی عمارتوں کی وسعت اور آہستہ آہستہ کی گئی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ الحمراء کو لکڑی اور پتھر سے مزیّن کیا گیا ہے۔ اس کی چھت، دیواروں اور فرش پر مختلف ڈیزائن (Patterns) بنائے گئے ہیں۔ الحمراء جب ایک محل کی شکل اختیار کر گیا تو یہ بادشاہوں، وزیروں، شاہی ملازموں، قاضیوں اور اہم سپاہیوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ محل کے مختلف صحنوں میں فوارے چل رہے ہیں اور یہ اس وقت سے چل رہے ہیں جب صدیوں پہلے محل تعمیر ہوا۔ الحمراء بلندی پر ہے۔ ماہرین آج تک کھوج نہیں لگا سکے کہ یہ پانی اتنی بلندی پر کہاں سے آتا ہے۔ یہ معمہ حل نہیں ہو سکا۔ مسلمان ماہرین نے بعض ایسے کارنامے سرانجام دئے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی انسانی عقل وہاں پہنچنے سے قاصر ہے۔ ابھی تک اندازے ہیں کہ فلاں جگہ سے بلند پہاڑوں سے پانی آتا ہے لیکن کیسے آتا ہے اس بارہ میں صرف اندازے ہیں۔

اس محل میں کمروں، چھتوں، بالکونیوں، ہالز اور گیلریز وغیرہ کی ڈیزائننگ کے بارہ میں اس محل کا تعارف کروانے والے ماہر نے بتایا کہ یہ ساری ڈیزائننگ اس وقت جیومیٹری کے حساب سے کی گئی تھی کہ کمرے نہ زیادہ ٹھنڈے ہوں اور نہ زیادہ گرم۔ آواز بآسانی دوسری جگہ پہنچ جائے۔ اسی طرح دوسرے مختلف امور میں جیومیٹری کے بعض اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور آج کے دور کی سائنس نے اس کو درست ثابت کیا ہے کہ صدیوں قبل جو طریق اس تعمیر میں اپنایا گیا تھا وہ سو فیصد درست تھا۔ ایک ایسے کمرے میں بھی لے جایا گیا کہ جس کے ایک کونے میں آپ دیوار کے قریب منہ کر کے کوئی بات کریں تو اس کے مخالف سمت دوسرے کونے میں جو کہ فاصلے پر ہے دوسرا آدمی من و عن وہی بات صاف سن سکتا ہے۔ اب یہ آواز کس طرح دوسرے کونے میں پہنچتی ہے اور دیوار کے اندر سے سنائی دیتی ہے اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ انہی مسلمان ماہرین کا کمال تھا جو صدیوں پہلے یہ کارنامے سرانجام دے گئے۔

اس محل کے وزٹ کے بعد حضور انور ''جنت العریف'' دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ ایک باغ ہے جو محل کے بیرونی علاقہ میں محل سے چند سو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس باغ کے ساتھ محل کی طرح کے ہی تعمیراتی حصے نقش و نگار سے مزیّن ہیں۔ یہ باغ بہت خوبصورت ہے اور اس میں پانی کے فوارے لگے ہوئے ہیں۔ اس باغ کے ذریعہ سات آسمانوں و زمین کا تصور پیش کیا گیا ہے گویا سات درجات ہیں۔ اس باغ کو سات مختلف بلندیوں پر بنایا گیا ہے۔ ہر بلندی پر پودے، خوبصورت پھول اور پانی کے حوض اور فوارے ہیں۔

الحمراء محل اور پھر جنت العریف کے وزٹ کے دوران محل کا آفیشل منتظم حضور انور کے ساتھ رہا اور وزٹ مکمل ہونے کے بعد گاڑی تک چھوڑنے آیا۔ وزٹ سے واپسی پر بھی جب حضور انور گاڑی کی طرف آ رہے تھے لوگ حضور انور کی تصاویر کھینچ رہے تھے۔ گاڑی میں پہنچنے سے قبل ایک معمّر میاں بیوی نے حضور انور کی خدمت میں حضور کے ساتھ تصویر بنانے کی درخواست کی۔ حضور انور نے بخوشی اجازت عطا فرمائی۔ اس پر وہ دونوں بہت خوش تھے۔

دو بج کر دس منٹ پر الحمراء محل اور جنت العریف کا وزٹ مکمل ہونے کے بعد حضور انور Hotel Alhambra Palace میں تشریف لے گئے جہاں جماعت نے ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ ہوٹل الحمراء محل سے پانچ منٹ کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب 1970ء میں سپین تشریف لائے تھے تو غرناطہ میں قیام کے دوران آپؒ نے اسی ہوٹل میں قیام فرمایا تھا۔ اس ہوٹل میں قیام کے دوران ایک رات ایسی آئی جب کہ حضورؒ نے عرش تک پہنچنے والی تڑپ اور سوز کی حامل دعا کی اور حضورؒ پوری رات یہ دعا کرتے رہے۔ صبح کے قریب حضور کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا: ﴿مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا﴾۔ (الطلاق: 4)

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مرحوم بیان کرتے ہیں کہ مَیں جب صبح صبح حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انورؒ نے ہوٹل کے ٹشّو پیپر پر یہ الہام لکھ کر مجھے دیا اور فرمایا کہ رات اس پریشانی کی وجہ سے سو نہیں سکا کہ ہمارے پاس سامان نہیں، سپین میں اسلام کیسے پھیلے گا۔ لیکن اب جو یہ الہام ہوا ہے اس سے میری تسلّی ہو گئی ہے کہ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ خود ہی سامان مہیا فرما دے گا۔

چنانچہ اس الہام کے دس سال بعد بڑی تلاش اور جدوجہد کے بعد مسجد بشارت کا موجودہ پلاٹ پسند کیا گیا۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ کا انتخاب نہ کرم الٰہی ظفر نے کیا ہے نہ مَیں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں